هفت روزه

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعة المبارک ۱۶ر مئی ۱۹۹۷ء شمارہ ۲۰

۸ر محرم ۱۴۱۸ہجری ☆ ۱۶ر ہجرت ۱۳۷۶ہجری شمسی


## جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ۱۸ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

### سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی بنفس نفیس شمولیت، انفرادی واجتماعی ملاقاتیں، مجالس عرفان، سوال وجواب کی دلچسپ مجالس اور بصیرت افروز خطابات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یکم مئی بروز جمعرات لندن سے ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے اور اسی شام رات ساڑھے دس بجے نن سپیٹ (ہالینڈ) پہنچے جہاں آپ نے جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ۱۸ویں جلسہ سالانہ میں بنفس نفیس شرکت فرماکر حاضرین کو اپنے روح پرور خطابات سے نوازا۔ متعدد افراد اور خاندانوں کو حضور ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی اور مجالس عرفان کے علاوہ غیراز جماعت مہمانوں کے ساتھ دلچسپ مجالس سوال وجواب بھی منعقد ہوئیں۔ حضور ایدہ اللہ کے اس دورہ کی مختصر رپورٹ ذیل میں ہدیہ قارئین ہے۔

یکم مئی کو صبح آٹھ بجے حضور ایدہ اللہ مسجد فضل لندن سے تین کاروں کے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل حضور نے مسجد کے صحن میں موجود حاضر احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور دعا کروائی۔ ساڑھے گیارہ بجے برطانیہ کی بندرگاہ Harwich سے فیری پر سوار ہوکر ہالینڈ کی بندرگاہ Hook of Holland پہنچے جہاں مکرم ھبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ اور چند دیگر احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ یہاں سے قافلہ نن سپیٹ کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں دی ہیگ کے قریب کچھ دیر کے لئے حضور ایدہ اللہ نے مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب اور صاحبزادی مونا سلمہا اللہ کے گھر قیام فرمایا اور پھر قریباً ساڑھے دس بجے بیت النور نن سپیٹ ہالینڈ میں ورود فرما ہوئے جہاں احباب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔

۲ مئی جماعت احمدیہ ہالینڈ کے جلسہ کا پہلا روز تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ سے قبل بیت النور کے باہر لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے ہالینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ پھر حضور ایدہ اللہ نے اجتماعی دعا کروائی۔ جلسہ کا باقاعدہ افتتاح خطبہ جمعہ کے ساتھ عمل میں آیا۔ (خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ میں الگ شائع کیا جارہا ہے)۔ ساڑھے پانچ بجے مختلف افراد اور خاندانوں نے حضور ایدہ اللہ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور چند خدام کے ساتھ سائیکلنگ کے لئے تشریف لے گئے۔

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

## حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی شرط ہے

### متطھر میں یہ مضمون داخل ہے کہ توبہ کرتے ہی نیکی کی حرص لگ جائے اور پاک ہونے کی بے قرار تمنا دل میں پیدا ہو جائے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲ر مئی ۱۹۹۷ء)

(نن سپیٹ، ہالینڈ، ۲ر مئی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بیت النور (نن سپیت۔ہالینڈ) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آج جماعت احمدیہ ہالینڈ کا ۱۸ واں جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا تھا چنانچہ حضور نے اس خطبہ کے ساتھ ہی اس کا افتتاح فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ جو باتیں اس سے پہلے چند خطبات میں کہہ رہا ہوں ان کا تعلق توبہ سے ہے اور اسی تعلق میں ہالینڈ کی ضروریات کے پیش نظر چند باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ حضور نے فرمایا کہ ہر قوم کا ایک مزاج ہے اور باوجود اس کے کہ ہالینڈ یورپ کا ہی ایک حصہ ہے مگر مزاج کے لحاظ سے ہالینڈ ان سے الگ شخصیت رکھتا ہے۔ اس شخصیت کی پہچان ضروری ہے جس کے بغیر ہم حقیقی معنی خیز لائحہ عمل نہیں بنا سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک وہ ضرورت ہے جو تمام عالم میں ایک ہی ضرورت ہے یعنی تربیت۔ یعنی انسان کو پہلے سے بہتر حالت میں اس طرح آگے بڑھاتے چلے جانا کہ اس کا رخ خدا کی طرف ہو اور وہ خدا کے قریب تر ہوتا چلا جائے۔ یہ احمدیت کی بنیادی ضرورت ہے جو ہر ملک میں یکساں ہے اور اس سے تعلق رکھنے والی تبلیغی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہی تربیت جب غیروں کی طرف رخ کرتی ہے تو اس کا نام تبلیغ ہو جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک حوالے سے بتایا کہ حقیقی توبہ کے ساتھ حقیقی پاکیزگی شرط ہے۔ جو پاکیزگی کے خواہاں ہیں ان سے بھی اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے۔ توبہ کے بعد جو پھل توبہ کرنے والے کو نصیب ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ متطھر بن جاتا ہے یعنی وہ نیکی کی جستجو کرتا ہے اور پاک بندہ بننا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر یہ ہو نہیں سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی اگر ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے، اگر وہ ساتھ متطھر نہ ہو تو ہمیشہ اس کے دوبارہ گناہ

باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

## مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی، روحانی تعلیم وتربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو وڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی وڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے :-

### ہفتہ ۲۶ر اپریل ۱۹۹۷ء

معمول کے مطابق آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا بچوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ بعدہ بیت الخلاء جانے کی دعا "اللهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث" اور "الحمدلله الذی اذهب عنی الاذیٰ و عافانی۔ بسم الله غفرانك" ترجمہ کے ساتھ سنی اور دہرائی گئی۔ حضور نے اس پر حکمت دعا کی تفصیل بچوں کو بتائی اور فرمایا کہ یہ اتنی بابرکت دعا ہے کہ انسان روحانی اور جسمانی تکلیفوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس مفید دعا کے نتیجے میں آنحضرت ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔

پروگرام کے آخر میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے سوانح حیات پر ایک بچے نے مبسوط مضمون پڑھ کر سنایا۔

### اتوار ۲۷ر اپریل ۱۹۹۷ء

آج انگریزی بولنے والے افراد کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ قارئین کے استفادہ کے لئے سوالات اور جوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

☆ دھریہ لوگ ہم سے اکثر یہ سوال کرتے ہیں کہ خدا کی نیچر کیا ہے اور اس کی ہستی کا ثبوت کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا بہترین جواب قرآن مجید میں ہے۔ سورۃ فاتحہ کا تعارف کرائیں اور مفصل جواب پر مشتمل کیسٹس سنوائیں۔

☆ Milleninium کے قرب کی وجہ سے مغربی ممالک میں شور ہے کہ کمپیوٹرز بری طرح سے متاثر ہوں گے۔ کیا اس سلسلہ میں کوئی پیشگوئی ہے؟

حضور نے برجستہ فرمایا کہ Milleninium کا ساری دنیا اور نہ ہی مذہب سے کوئی تعلق ہے۔ دل پذیر تفصیلات کے بعد حضور نے فرمایا بس کام کرتے چلے جائیں۔ البتہ مذہبی تاریخ کے سلسلہ میں ہزار سال ایک زمانے کی تعیین کرتا ہے۔

☆ کیا خلافت ہمیشہ کے لئے ہے؟

حضور نے فرمایا کہ خدا کی ذات کے علاوہ کسی چیز کو دوام نہیں۔ ہر انسان باوجود فانی ہونے کے علم کے خود کو لافانی سمجھتا رہتا ہے۔ احمدیوں کو خلافت کے بارے میں اسی طرح سوچنا چاہئے۔

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ٹیورین کے کفن کے بارے میں سوال پر حضور انور نے بہت تفصیلی گفتگو فرمائی اور اس کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور آخر میں فرمایا کہ اس کفن کا آج تک موجود ہونا اور تین دفعہ آگ کے حادثات سے بچ جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی خاص حفاظت میں اپنے نیک بندے عیسیٰؑ کے صلیب سے زندہ بچ جانے کی دلیل کے طور پر محفوظ ہے۔

☆ کیا کائنات میں قانون فطرت کے خلاف کچھ ہو سکتا ہے؟

حضور انور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ کیا کائنات خدا کی مرضی کے خلاف کچھ کر سکتی ہے؟ خدا تعالیٰ اپنے تخلیق کردہ قوانین کو بعض دفعہ اس طرح استعمال کرتا ہے کہ وہ معجزات نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید خدا کی ہستی کے ثبوت تو دیتا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی بھی خدا کی نیچر کو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ وہ لاثانی ہے۔

☆ عیدالاضحیہ کو صبح روزہ رکھنے کے بارے میں، انسان کی روحانی اور جسمانی ارتقاء کے ابھی تک جاری رہنے سے متعلق اور سجدے میں قرآن مجید کی تلاوت کی مناہی کے متعلق بھی سوالات کئے گئے۔

### سوموار ۲۸ر اپریل ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۲ نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی جو ۱۴ جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ حضور نے نکس وامیکا کے متعلق فرمایا کہ دبلے پتلے مگر غصیلہ مزاج رکھنے والوں کے لئے، زیادہ شراب نوشی کرنے والوں کے لئے، رات کو زیادہ جاگنے اور ورزش نہ کرنے والوں کے لئے، بیٹھ کر زیادہ کام کرنے والوں کے لئے اور زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے کمر درد والوں کے لئے نکس وامیکا چوٹی کی دوا ہے۔ اسی طرح Acidity کی حالت میں اگر نکس وامیکا کی دو خوراکیں دیدی جائیں تو بفضلہٖ تعالیٰ فائدہ ہوتا ہے۔

### منگل ۲۹ر اپریل ۱۹۹۷ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۵ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورۃ النمل کی

باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ دورہ ہالینڈ از صفحہ اول

**مجلس سوال وجواب**: شام ساڑھے آٹھ بجے بیت النور میں مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں غیر از جماعت مہمانوں نے حضور ایدہ اللہ سے مختلف سوالات کئے جن کے جوابات حضور نے ارشاد فرمائے۔ چند سوالات یہ تھے :

☆ جو لوگ خطبہ جمعہ نہیں سن سکتے وہ بعد میں ایم۔ٹی۔اے پر سن لیں تو کیا وہ اصل کا بدل ہو سکتا ہے ؟

☆ برطانیہ میں نئی حکومت بن رہی ہے، پاکستان کے متعلق اس کا رویہ کیا ہوگا ؟

☆ پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت ہو رہی ہے تو احمدی وہاں سے یہاں کیوں آرہے ہیں اور وہیں رہ کر حالات کا مقابلہ کیوں نہیں کرتے ؟

حضور انور نے اس کے جواب میں پاکستان میں احمدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ جو قوم اندر سے مشرک ہو گئی ہو اس سے کسی خیر کی توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ حضور نے ذوالفقار علی بھٹو، شاہ فیصل اور ضیاء الحق کے انجام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مولویوں کے نزدیک یہ اسلام کی سب سے بڑی خدمت کرنے والے تھے لیکن خدا کی تقدیر نے ان سے جو سلوک فرمایا وہ نہایت عبرتناک ہے۔ کیا یہ سب اتفاقات ہیں ؟ حضور نے مباہلہ کے چیلنج کا بھی قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح خدا کی لعنت جھوٹوں پر برس رہی ہے۔

☆ ایک صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں ہے کہ یہود و نصاریٰ تمہارے دشمن ہیں ان سے تعلق نہ رکھو۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ بھی تو ذکر ہے کہ یہود کی نسبت نصاریٰ تمہارے سے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ جو لوگ تم سے جنگ نہ کریں خدا تعالیٰ تمہیں ان سے حسن سلوک سے منع نہیں فرماتا۔ اسی طرح اور بھی آیات ہیں۔ ان ساری آیات پر اکٹھی نظر ڈالیں تو پھر آپ کو صحیح پیغام ملے گا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ آنحضرت ﷺ کا اپنا کردار کیا تھا۔ حضور ایدہ اللہ نے مختلف مثالوں کے ساتھ سمجھایا کہ دراصل بعض مسلمان جنگ کے زمانے میں غیروں سے ایسے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے کہ ان کو مسلمانوں کے راز مل جایا کرتے تھے اس لئے ایسے تعلقات سے منع فرمایا گیا ہے۔ جہاں تک عام حسن سلوک کا تعلق ہے اس کی کوئی ممانعت نہیں اور آنحضرت ﷺ کا طرز عمل اس بارہ میں اسوہ حسنہ ہے۔ دشمن سے ایسی دوستی کہ اپنے قومی و ملی مفادات کو بیچ دیا جائے یا داؤ پر لگا دیا جائے، یہ منع ہے۔

☆ اس سوال کے جواب میں کہ احمدیوں نے یورپ میں پناہ لی ہے اور گویا نعوذ باللہ وہ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں، حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت کے نام پر غیر احمدیوں نے کثرت سے یورپ میں پناہ لے رکھی ہے۔ حضور نے اس اعتراض کا ٹھوس رد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اعتراض سراسر لغو، جھوٹ، بیہودہ، خلافِ عقل و خلافِ واقعہ ہے۔ حضور نے موازنہ کر کے بتایا کہ دراصل غیر احمدی مولویوں کے عقائد انگریزوں کے مذہب کی تائید کرنے والے ہیں۔ حضور نے اس سلسلہ میں حیات مسیح کے عقیدہ کی مثال دیتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ یہ عقیدہ سراسر نامعقول ہے اور عیسائی پادریوں نے اس کی بنا پر بہت سے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے۔

اس مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ بدرجہ مختلف دعاوی، شب معراج کے واقعہ اور معجزہ شق القمر کے متعلق بھی سوالات کئے گئے جن کے حضور نے تفصیلی جوابات ارشاد فرمائے۔ مجلس دو گھنٹے سے زائد جاری رہی۔

**خواتین سے خطاب**: ۳ مئی کو صبح ساڑھے دس بجے حضور ایدہ اللہ نے جلسہ گاہ مستورات میں خواتین سے خطاب فرمایا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں خواتین کو خصوصیت سے تعلیم و تربیت کے اہم فریضہ کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ تعلیم و تربیت محض رسمی طور پر انجام نہیں پا سکتے، مذہب میں یہ محنت، حکمت اور عقل کا تقاضا کرتے ہیں، سکولوں میں تو مجبوراً حاضر ہونا پڑتا ہے لیکن اجلاسوں میں کبھی ایک آیا کبھی دوسرا۔ یہ اجلاس بھی شاذ اور رسمی طور پر ہوتے ہیں جو آنے والوں کو بور کرتے ہیں، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ جو باتیں کی گئی ہیں وہ دل تک پہنچی ہیں کہ نہیں۔ اگر رسماً اجلاس کیا جائے تو پھر ہم نتائج حاصل نہیں کر سکتے۔ ہمارا کام بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ حکمت اور محنت سے کام کرو گے تو پھل ملے گا۔ وعدہ سچا ہے اگر پھل نہیں لگتا تو قصور بندوں کا ہے نہ کہ خدا کا۔ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ خدا کی ہستی پر مکمل ایمان ہونا چاہئے ایسا کہ جیسے وہ سامنے ہے۔ اگر اس کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کام کیا جائے تو ناممکن ہے کہ ناکامی ہو۔ آنحضور ﷺ کی مثال سامنے ہے۔ اکیلے تھے، سب کی تربیت کے لئے مقرر ہوئے۔ رفتہ رفتہ اللہ نے ان پر بوجھ ڈالا پہلے خاندان، قبیلہ، پھر مکہ، پھر اہل کتاب پھر تمام بنی نوع انسان کو مخاطب ہوئے۔ آپؐ کو ان دعاوی پر سب دنیا نے چھوڑ دیا لیکن خدا نے آپؐ کو نہ چھوڑا، اپنے وعدہ کو پورا کیا اور آپؐ کی زندگی میں عظیم الشان انقلاب آیا۔ کسریٰ کی چابیوں کے ملنے کے سامان ہوئے۔

عربوں کی فارسیوں کے سامنے کوئی حیثیت نہ تھی اور وہ جب چاہتا ان کا علاقہ لے لیتا۔ عرب بے بس تھے۔ ایسے علاقے سے آواز اٹھتی ہے کہ سب کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ کسریٰ نے تکبر سے عرب کے جنوب میں اپنے گورنر کو پیغام بھیجا کہ دو سپاہی بھیجے اور اس شخص کو پکڑ کر لے آو۔ جب آنحضرت ﷺ کی خدمت میں وہ نمائندے آئے تو آپؐ نے دو تین دن انتظار کروایا۔ اللہ نے خبر دی کہ کسریٰ اپنے بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔ آپؐ نے ان سپاہیوں سے فرمایا کہ جاؤ تمہارے رب کو میرے رب نے قتل کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بہت سی الٰہی تائید کی مثالیں ہیں اور یہ ان میں سے ایک ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری کی اہلیت حاصل کرنے کے لئے توکل اور اللہ کی قدرت پر کامل یقین ہونا چاہئے۔ رسمی کاموں سے یہ کام نہیں ہوتا، یقین کامل تب ہوتا ہے جب دعائیں قبول ہوں، اللہ سے زندہ تعلق ہو۔ حضور نے فرمایا کہ سب اپنے نفس پر غور کریں کہ کیا خدا سے ایسا ہی تعلق ہے جیسا حضرت محمد ﷺ کے غلاموں کو زیب دیتا ہے۔ کیا آپ اپنی ضرورتوں کو اس سے طلب کرتے ہیں۔ اگر آپ کو خدا پر یقین ہو تو پھر آپ کے اندر سے ایک اور طرح کی عورت جنم لے گی جو مریم سے مشابہہ ہوگی۔ اللہ نے مومنوں کی مثال مریم سے دی ہے کہ تم عورت بننے کی کوشش کرو۔ عرب کے لوگ جو عورتوں کو حقیر جانتے تھے ان کو کہا کہ دو عورتوں کی طرح بننے کی کوشش کرو۔ یہ عورت کو بڑی عظمت دی گئی ہے۔ ایک عورت آسیہ تھی جو فرعون، ایک ظالم کی بیوی تھی لیکن وہ اپنی بیوی کو مرعوب نہ کر سکا۔ بڑی ہمت والی وہ عورت تھی جس نے ایمان کی حفاظت کی۔ دوسری مثال اس سے عظیم تر ہے۔ سچے مومن ہو تو مریم بن کر دکھلاؤ۔ اپنی خواہشات کی ایسی حفاظت کرو کہ نفسانی خواہشات روحانی خواہشات کے مقابلے میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔ یہ مریم تھی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی یہاں تک کہ اللہ نے اسے بغیر کسی جسمانی تعلق کے ایسی اولاد دی جس نے روحانی پرندے بنانے تھے۔ عورت کی عظمت کا تصور جو قرآن پیش کرتا ہے کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ کتنا بے حقیقت الزام ہے کہ اسلام عورت کی عزت نہیں کرتا۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کو اپنے اس مرتبہ کو سمجھنا چاہئے جو قرآن نے دیا ہے۔ آج بھی مریم پیدا ہونی چاہئیں جن سے پھر عیسیٰ پیدا ہو جو دنیا کی اصلاح کرے۔ اگر آپ اس پر غور نہیں کریں گی اور اس کو سمجھیں گی نہیں تو پھر آپ بھٹک جائیں گی، کسی ایسی دنیا میں پہنچ جائیں گی جو مردار خور ہے۔ جو اسی دنیا سے لذت پاتی ہے اور آخرت کا یقین نہیں۔ عیش و عشرت کو اپنی زندگی کا ماحصل بناتے ہیں۔ جس دنیا میں آپ رہتی ہیں یہ غیر مریمی دنیا ہے۔ آپ روحانی دشمنوں کے ماحول میں ہیں اور عزم یہ ہے کہ ان کو بہتر بنانا ہے۔ اگر آپ نے میری باتوں پر عمل نہ کیا تو آپ ان کو بہتر کیا کریں گی بلکہ خود ان جیسا ہو جائیں گی اس لئے اپنی اولادوں کو سمجھانا ضروری ہے، کتنے گھر ہیں جو اپنی اولادوں کی اس طرح تربیت کرتے ہیں، ان کو دیکھیں کہ بچپن سے ہی اللہ کی محبت، مذہب کا تقدس ان کے یقین کامل کے لئے کوشش کرتی ہیں، اگر یہ بچپن سے آپ کوشش نہ کریں اور دلوں میں نہ اتاریں اور ان قدروں کی انہیں عادت نہ ڈال دیں تو پھر وہ کیسے اللہ کی حفاظت میں آجائیں گی۔ مریم نے اکیلے سفر کیا، اللہ نے اس کی حفاظت کی۔۔ بچوں میں طاقت پیدا کریں کہ وہ خود اپنے آپ کو بچا سکیں۔ انہیں مکمل یقین ہو کہ وہ حق پر ہیں۔ اللہ کے ساتھ تعلق ہو۔ ایسی اولادیں پھر دنیا میں انقلاب لاتی ہیں۔ بہت بڑا کام ہے جو آپ کے سپرد ہے۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو ہر سال مجھے یہی فقرے سننے پڑیں گے کہ ہم نے بہت محنت کی، بہت گڑگڑائے لیکن کچھ حاصل نہ کیا، کیا کسان جو محنت کرتے ہیں وہ ضائع جاتی ہے۔ آپ کے بچوں کی سکول میں محنت ضائع چلی جاتی ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ ہر محنت کو رحیم بن کر پھل لگائے گا۔ اگر دنیا میں محنت کو پھل لگتا ہے تو دین میں کیوں نہیں لگتا لیکن پھل کے لئے سلیقہ ہوتا ہے، حکمت سے کام لینا پڑتا ہے اگر کسان چٹان پر بیج بوئے تو وہ نہیں اگے گا۔ قرآن نے اسی لئے تبلیغ کے لئے حکمت کو رکھا ہے۔ فرمایا "ادع الی سبیل ربك بالحكمة" حکمت سے کام لینا ہوگا۔ اس موضوع پر میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں، کیسٹس بھری پڑی ہیں۔ یہ ساری باتیں میں ایک گھنٹے میں سمیٹ نہیں سکتا۔ مواد موجود ہے اس کو حاصل کریں۔

حضور نے فرمایا کہ ایم۔ٹی۔اے سے جس طرح فائدہ اٹھانا چاہئے، نہیں اٹھایا جارہا، کبھی کسی نے جائزہ نہیں لیا کہ کس قدر اس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ جنہوں نے جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ تشویشناک صورتحال ہے۔ صدر صاحب انصار اللہ انگلستان نے جائزہ لیا اور مجھے معلوم ہوا کہ انگلینڈ میں کثرت سے خاندان ہیں جو ایم۔ٹی۔اے سے فائدہ نہیں اٹھا رہے۔ دل ہلا دینے والے اعداد و شمار سامنے آئے لیکن صدر صاحب نے حکمت سے اس کا حل بھی میرے مشورہ سے تلاش کیا۔ ڈش انٹینا لگانے کے لئے ٹیم تیار کی اور غور و فکر کر کے منصوبہ تیار کیا گیا کہ سستے سے سستا انٹینا مہیا کیا جائے اور پھر لوگوں سے رابطہ کیا۔ جنہیں روپے دینے کی طاقت تھی انہوں نے لگائے جو نہیں دے سکتے ان سے آہستہ آہستہ لئے گئے، یہ منصوبہ جاری ہے۔ جن گھروں میں ڈش انٹینا لگائے گئے ان کے مزاج بدل گئے، مجھے خط ملے جو حیرت انگیز تھے۔ دیکھیں تھوڑی سی محنت سے کتنا بڑا انقلاب رونما ہوا۔ کیا آپ نے کبھی جائزہ لیا ہے۔ لجنہ کو اس کے لئے کبھی کام کرنے کا خیال آیا کہ ہماری بچیوں کے لئے ایم۔ٹی۔اے کی سہولت مہیا ہو اور کئی طرح سے آپ بچیوں کی تربیت کے سامان کر سکتے ہیں مثلاً انہیں ایم۔ٹی۔اے کے پروگرام کی تیاری کے لئے استعمال کروا سکتی ہیں۔ انگلینڈ میں آکر دیکھیں کہ کس قدر بچیاں محنت اور لگن سے کام کر رہی ہیں۔ باہر سے آنے والے ان کو دیکھ کر بہت متاثر ہوتے ہیں۔ پروگرام تیار کریں، ان کے ترجمے تیار کریں۔ ان بہترین کاموں میں ان کو منہمک کر دیں۔ بچے بڑے شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ اب میں بچوں کی کلاس لے رہا ہوں تو دیکھیں کتنا ہال بھر گیا ہے، مطالبے ہیں کہ ہمارے بچوں کو اس میں شامل کریں۔

یہ چند باتیں میں اختصار سے کرنا چاہتا تھا۔ تفصیلاً یہ باتیں کر چکا ہوں۔ مواد موجود ہے، ایم۔ٹی۔اے دیکھیں گی تو یہ ساری باتیں آپ کو پتہ چل جائیں گی۔

**مجلس سوال وجواب**: آج شام سات بجے غیر احمدی مہمانوں کے ساتھ انگریزی میں مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں ہالینڈ کے ڈچ افراد کے علاوہ افریقن اور عرب مہمانوں نے بھی شمولیت کی اور حضور انور سے مختلف سوالات دریافت کئے۔ چند سوالات اور ان کے مختصر جوابات حسب ذیل ہیں :

☆ کیا احمدی مسلمان کتے پال سکتے ہیں ؟

حضور نے فرمایا کہ ہاں پال سکتے ہیں لیکن ہمارے ہاں کتوں کو Pets کے طور پر نہیں رکھا جاتا اور انسانوں کی طرح ان سے میل جول نہیں ہوتا بلکہ ان کے پالنے کا ایک مقصد ہوتا ہے اور ان سے مناسب فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ حضور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ عیسائی کتوں سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں ؟ اس کے نفی میں جواب پر حضور نے فرمایا کہ مجھے پتہ ہے کیونکہ قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ اصحاب کہف وہ ابتدائی مسیحی تھے جو خدا تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے تھے اور جن پر سخت مظالم ہوئے تو وہ غاروں میں پناہ لیا کرتے تھے، اس وقت ان کے کتے غاروں کے مونہہ پر ان کی حفاظت کی خاطر نگرانی کیا کرتے تھے۔ اس وقت سے وہ دوستی اور وفا کی ایک علامت بن گئے اور عیسائی کتوں سے خاص طور پر پیار کرتے ہیں لیکن اکثر عیسائیوں کو اس کا علم نہیں کہ وہ کتوں سے اتنا پیار کیوں کرتے ہیں۔

☆ ایک عرب خاتون نے کہا کہ بچپن سے اسے یہ بتایا گیا ہے کہ کسی یہودی کو دوست نہیں بنانا، کیا یہ درست ہے ؟

حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ قرآنی تعلیم کے مطابق اگر کوئی آپ سے حسن سلوک کرتا ہے تو جواباً اس سے بھی حسنِ سلوک کرنا لازم ہے۔ قرآن مجید نے عدل پر بار بار زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کی طرف سے زیادتی آپ کو کسی قوم سے انصاف کے سلوک کرنے میں روک نہیں بننی چاہئے۔ پھر یہود کے متعلق قرآن مجید نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان میں بعض ایسے ایماندار لوگ بھی ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ڈھیروں مال بھی امانت کے طور پر رکھواؤ تو وہ اس میں خیانت نہیں کریں گے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید لوگوں سے نفرت نہیں بلکہ ان کے بد اعمال سے نفرت سکھاتا ہے۔

☆ ایک گھانین عیسائی خاتون نے سوال کیا کہ آپ افریقہ کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں ؟

حضور نے فرمایا کہ اس کا مختصر اور اصولی جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد افریقہ کا مستقبل خود افریقن لوگوں کے

باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

(قسط سوم)

## دور حاضر کا شہرہ آفاق عظیم پاکستانی سائنس دان

# محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے کارناموں اور اخلاق حسنہ کا تذکرہ

(مسعود احمد خان دہلوی۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ)

مسعود احمد خان دہلوی۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

## ایک انوکھی فرمائش کا خوشکن رد عمل

امپیریل کالج لندن میں پروفیسر مقرر ہونے کے بعد محترم ڈاکٹر صاحب موصوف ایک مرتبہ پاکستان تشریف لائے اور اس دوران ایک روز کے لئے ربوہ بھی آئے۔ انتہائی مصروف پروگرام کے باوجود حسب معمول علیحدہ ملاقات کے بارہ میں میری درخواست کو قبول فرمایا۔ میں وقت مقررہ پر حاضر خدمت ہوا۔ باتوں ہی باتوں میں ایک انوکھی فرمائش کر بیٹھا۔ فرمائش میں نے یہ کی کہ آپ نے ایٹمی ذرات کے متعلق جو جدید نظریات اور اپنی ریسرچ کے حیران کن نتائج پیش کئے ہیں ان کا عام فہم خلاصہ بیان فرمائیں تاکہ عام لوگوں کو بھی اس کا کچھ اندازہ ہو سکے۔ یہ سن کر آپ قدرے مسکرائے اور مجھ سے دریافت فرمایا کیا آپ اپنی تعلیم کے کسی مرحلہ میں سائنس کے طالب علم رہے ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا۔ فرمایا بہت خوب! جو کچھ میں بیان کروں گا اسے آپ خود نہیں سمجھ پائیں گے تو الفضل کے ذریعہ دوسروں کو کیا سمجھائیں گے۔ میں نے عرض کیا یہ الگ بات ہے کہ میں کچھ سمجھ سکوں یا نہیں لیکن اپنے آپ پر مجھے اتنا اعتماد ضرور ہے کہ آپ جو کچھ بیان فرمائیں گے میں اسے بلا کم و کاست ضبط تحریر میں لا کر اسے دوسروں تک پہنچا دوں گا۔ میں نہ سہی سائنس کی شدھ بدھ رکھنے والے تو سمجھ جائیں گے اور انہیں آپ کی جدید ریسرچ کا کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جائے گا۔ میری یہ بات سن کر آپ حیران بھی ہوئے اور محظوظ بھی۔ یکدم فرمایا اچھا تو پھر سنئے۔ آپ بیان فرماتے رہے اور اس امر کے باوجود کہ جو کچھ آپ بیان فرما رہے تھے وہ میرے سر پر سے گزر رہا تھا میں ساتھ کے ساتھ نوٹس بھی لیتا گیا۔ میں نے جو کچھ سنا تھا اسے مرتب کر کے الفضل میں شائع کر دیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف تو اسی روز ربوہ سے واپس تشریف لے گئے۔ میری اس رپورٹ کے بارہ میں آپ کی رائے یا تاثر کا تو مجھے علم نہیں ہو سکا۔ تاہم جب میں نے اپنے عزیز دوست برادرم محترم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب (مرحوم) صدر شعبہ فزکس تعلیم الاسلام کالج سے رپورٹ کی صحت کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے اس امر کی تصدیق کی کہ میں نے جو کچھ شائع کیا ہے وہ عام فہم خلاصہ کے طور پر بالکل درست ہے۔

اپنی اس انوکھی فرمائش کا ذکر میں نے اس لئے کیا ہے کہ میں کسی اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان سے ایسی فرمائش کرنے کی کبھی جرات نہیں کر سکتا تھا اور اگر موقع پیدا ہونے پر ایسی لغزش رندانہ کر بیٹھتا تو اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا۔ مجھ ایسے کندہ ناتراش کو وہ ایسی جھاڑ پلاتا کہ میرے ہوش ٹھکانے آ جاتے۔ اتنا بڑا حوصلہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم جیسا متواضع اور منکسر المزاج انسان ہی دکھا سکتا تھا کہ خود اس دور کا عظیم سائنس دان ہونے کے باوجود آپ میری بچکانہ درخواست کو قبول کرنے اور اس طرح میرا دل رکھنے پر آمادہ ہو گئے۔

## ایک کوشش خام پر اظہار خوشنودی

ہر چند کہ میں ربوہ اور لاہور میں محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام سے متعدد مرتبہ مل چکا تھا لیکن ان کے والد بزرگوار حضرت چوہدری محمد حسین صاحب سے ملاقات کی سعادت سے سدا محروم رہا۔ البتہ ان کی وفات سے سال ڈیڑھ سال قبل ایک باطنی تحریک کے زیر اثر ان کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ چل نکلا تھا۔ اس طرح ایک خاص امر کے بارہ میں خدائی افضال کا مورد بننے میں آپ کی دردمندانہ مقبول دعائیں میرے حصہ میں بھی آئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۹۶۹ء میں ان کی وفات میرے لئے بھی از حد دل گرفتگی اور غم و الم کا موجب ہوئی تھی۔ میں نے ان کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ سے مزین فیض رساں وجود کے بارہ میں ایک مضمون لکھا جو روزنامہ الفضل بابت ۹ تا ۱۱ جولائی ۱۹۶۹ء میں قسط وار شائع ہوا۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو وہ مضمون بہت پسند آیا۔ ان دنوں حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی حضرت چوہدری محمد حسین صاحب کی سوانح مرتب فرما رہے تھے۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف میرا تحریر کردہ مضمون الفضل میں پڑھ کر حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کے گھر واقعہ رام گلی لاہور میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا یوں تو والد صاحب مرحوم کے قریبی دوستوں اور عزیزوں نے ان کی سیرت پر مشتمل متعدد مضامین لکھے اور بہت اچھے انداز میں لکھے لیکن سب سے اچھا مضمون اس شخص نے لکھا ہے جس نے انہیں کبھی دیکھا نہ تھا۔ آپ کی مراد خاکسار کے مضمون سے تھی۔ آپ نے حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا آج میں آپ کی خدمت میں خاص طور پر اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ اس مضمون کو اس کتاب میں ضرور شامل کریں جو آپ حضرت والد صاحب کی سوانح کے متعلق مرتب فرما رہے ہیں البتہ اس مضمون کا وہ حصہ حذف کر دیں جس میں مجھے حاصل ہونے والی ترقیات اور اعزازات کا خاصی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

یہ سارا واقعہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے عندالملاقات مجھے سنایا۔ یہ واقعہ میں نے یہاں اس لئے درج کیا ہے کہ اس سے بھی محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے عجز و انکسار کے وصف پر روشنی پڑتی ہے۔ میرا تاثر یہ ہے کہ اس مضمون کی اشاعت کے بعد اس عاجز پر محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی شفقت کا رنگ اور سے کچھ اور ہو گیا اور گاہے ماہے کی ملاقات میں پہلے کی نسبت کسی قدر زیادہ گرمجوشی آ گئی۔ دور ہی کی سہی ان کی نظر کرم کی افزونی میرے لئے فزوں سے فزوں تر ہونے والی طمانیت کا موجب بنتی چلی گئی۔ جب ہر نظر ہی نظر کرم میں تبدیل ہو گئی تو میں ہر نظر کرم پر سوچا کرتا تھا۔

یہ درد ہجر اور یہ کیا لذت وصال
اس سے بھی کچھ بلند ملی ہے نظر مجھے

سن ستر کی دہائی میں مجھے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ہمراہ حضور کے ایک خادم کی حیثیت سے متعدد بار انگلستان جانے کا موقع ملا۔ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف نے حضور" کو اپنے ہاں کھانے پر مدعو کیا۔ حضور" نے ازراہ شفقت دونوں بار آپ کی دعوت کو شرف قبول سے نوازا۔ میں ہر بار کھانے کے کمرہ میں داخل ہوتے ہی سرے کی کسی چھوٹی میز کے کونہ پر بیٹھ جاتا رہا لیکن دونوں بار آپ کی متجسس نگاہیں تلاش کرتی ہوئی آئیں اور مجھ پر آ کر ایسی ٹکیں کہ میں اپنی پسند کی نچلی جگہ پر نہ ٹک سکا، فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے مرکزی میز کے ایک سرے کی خالی کرسی پر لا بٹھایا۔ نظر کرم اگرچہ ہر بار ہی پلک جھپکنے میں گزر جاتی رہی لیکن اس کی پیار بھری جھلک کبھی نہیں گزری۔ وہ آج بھی میری نظروں اور دل و دماغ میں بسی ہوئی ہے اور اپنی پوری تر و تازگی کے ساتھ ہمیشہ بسی رہے گی۔

## نوبیل انعام ملنے پر تہنیتی خط کا جواب

خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ، دیگر بزرگان جماعت اور محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے والد بزرگوار کی دعاؤں کی قبولیت مشہور عالم نوبیل انعام کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ دنیا بھر سے آپ کی خدمت میں مبارکباد کے خطوط موصول ہوئے۔ دنیا کی عظیم ہستیوں کے تہنیتی خطوط میں مجھ حقیر و بے مایہ فقیر کا خط بھی شامل تھا۔ جواب میں جو مکتوب گرامی موصول ہوا اس میں پس تحریر کے طور پر محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کا اپنے قلم سے رقم کیا ہوا ایک فقرہ بھی تھا جس میں درد ہجرت اور لذت وصال سے کہیں بڑھ کر نظر التفات کی گرمجوشی سموئی تھی۔ مکتوب گرامی کا متن من و عن درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود

۷۹-۱۱-۴

گرامی قدر جناب مسعود احمد دہلوی صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے پیارے امام ایدہ، مرحوم والدین، جماعت کے بزرگان اور دوستوں کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے اس عاجز کو نوازا ہے اس کے لئے اس پاک ذات کی حمد بیان کرتا ہوں اور آپ کے خط کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

والسلام
دعا کا محتاج
عبدالسلام

(پس تحریر):
"سعودی عرب کے فارن منسٹر صاحب اور Libya کی یونیورسٹی کے Rector کا تار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر نیاز حاصل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح عافیت سے رکھے"۔

آپ کے مکتوب گرامی سے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ آپ اس انعام کو ایک غیر معمولی فضل سمجھتے تھے اور اس حقیقت کا آپ کو بھرپور احساس تھا کہ یہ فضل ثمرہ ہے خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ، آپ کے بزرگ والدین اور دیگر دوستوں کی مقبول دعاؤں کا۔ اسی لئے آپ اس کامیابی پر خدائے بزرگ و برتر کی حمد بجالائے اور اس امر کا اعلان کیا کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

پس تحریر کے طور پر رقم فرمودہ عبارت میں "انشاء اللہ جلسہ سالانہ پر نیاز حاصل ہونگے" کا فقرہ آپ نے رسماً تحریر نہیں فرمایا بلکہ جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کروں گا جب آپ دسمبر کے آخر میں ربوہ تشریف لائے آپ کی نظر کرم بار بار اور ہر بار پہلے سے بڑھ کر خاکسار کو نوازتی رہی اور نوازتی بھی رہی برملا۔ قبل اس کے کہ میں نظر کرم اور اس کی عنایتوں کا ذکر کروں میں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے بھائی مکرم عبدالرشید صاحب کے ایک خط کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے گرامی نامہ کے کچھ عرصہ بعد لندن سے ہی موصول ہوا۔ میں نے اس خط کو بھی محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے گرامی نامہ کے تتمہ اور اختتامی کلمات کے طور پر پڑھا اور اسے بھی گرامی نامہ کے ساتھ محفوظ رکھا۔ برادرم مکرم عبدالرشید صاحب نے خاکسار کو مخاطب کر کے لکھا۔

"امید ہے آپ بخیریت ہونگے۔ جس جوش و خروش اور پیار اور محبت سے آپ مکرمی بھائی جان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بارے میں اخبار الفضل میں خبریں دے رہے ہیں خدا تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم دے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء + واقعی آپ کی بڑی ہمت ہے"۔

## نظر کرم کی کرم فرمائیوں کے نت نئے پہلو

نوبیل انعام ملنے اور کل عالم میں بالعموم اور عالم اسلام میں بالخصوص اس کا ڈنکا بجنے کے بعد جب دسمبر ۱۹۷۹ء کے اواخر میں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف ربوہ تشریف لائے اور صدر انجمن احمدیہ کے گیسٹ ہاؤس میں فروکش ہوئے تو مغرب کے بعد ملاقاتیوں کا تانتا بندھ گیا۔ ادھر لاہور سے بھی مختلف کالجوں کے پروفیسر صاحبان کے وفود کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو گیسٹ ہاؤس کا ڈرائنگ روم ملاقاتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ بس یوں سمجھ لیں کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مزید لوگوں کو اندر داخل ہونے سے روک دیا گیا اور انہیں برآمدے میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ کر انتظار کرنے کے لئے کہا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ملاقاتیوں کا اژدہام دیکھ کر میں برآمدے کے ایک کونہ میں کھڑا ہو گیا۔ برادرم محترم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب انتظام کے سلسلہ میں اندر باہر آ جا رہے تھے۔ ان کی جو مجھ پر نظر پڑی تو انہوں نے اندر جاکر محترم ڈاکٹر صاحب سے میرا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا انہیں اندر لے آئیں۔ میں نے اندر جاکر اور بھیڑ میں سے راستہ بنا کر محترم ڈاکٹر صاحب تک رسائی پائی۔ حسب معمول لطف و کرم کی آئینہ دار نظر میرے حصہ میں آئی۔ سلام دعا اور مصافحہ کے بعد میں نے آپ کے ساتھ فوٹو کھنچوانے کی خواہش کا اظہار کر ڈالا۔ آپ نے ازراہ تلطف میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے اپنے قریب کیا اور ساتھ کھڑا کر لیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوا کہ برادرم نصیر احمد قمر صاحب جو قریب ہی کھڑے میری باتیں سن رہے تھے جلدی سے آگے بڑھے اور محترم ڈاکٹر صاحب کی دوسری طرف ایستادہ ہو گئے۔ باقی حاضر احباب میں سے کئی ایک عقب میں آ کر کھڑے ہوئے۔ برادرم مکرم اسماعیل اختر صاحب مالک اختر سٹوڈیو ربوہ نے جو ایسے مواقع پر اپنے کیمروں اور فلیش لائٹ کے ساتھ موجود رہتے تھے انہوں نے میرے نقطہ نگاہ سے اس یادگار فوٹو کو عکس بند کر لیا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب محترم درمیان میں تھے۔ آپ کے ایک طرف ایڈیٹر روزنامہ الفضل تھا اور دوسری طرف ایڈیٹر الفضل کا وہ عزیز دوست تھا جس کے لئے برسوں بعد خلافت رابعہ کے مبارک دور میں لندن سے شائع کئے جانے والے مستقبل کے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا ایڈیٹر بننا مقدر تھا۔ ان دونوں کے درمیان حال اور مستقبل کے سنگم کے روپ میں خدائے قادر و عزیز کا وہ عبد منیب جلوہ گر تھا جسے اس نے اپنے غیر معمولی فضلوں کا مورد بنانے اور بناتے چلے جانے کے لئے پہلے سے منتخب کیا ہوا تھا۔

میں محترم ڈاکٹر صاحب موصوف سے علیحدگی میں مل کر اس عظیم فضل پر آپ کے تاثرات معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن ملاقاتیوں اور مشتاقان دید کے اژدہام کی وجہ سے علیحدگی میں ملاقات ممکن نظر نہ آتی تھی۔ ادھر ڈاکٹر صاحب موصوف بھی بھانپ چکے تھے کہ میں آپ کے ارد گرد کیوں منڈلا رہا ہوں۔ آپ نے اس کی ایک ترکیب یہ نکالی کہ جب آپ ملاقاتیوں سے فارغ ہو کر اپنے بھانجے برادرم مکرم صلاح الدین ایوبی کے گھر وہاں موجود اپنے قریبی رشتہ داروں سے ملنے کے لئے جانے لگے تو آپ نے خاکسار کو موٹر کی عقبی سیٹ پر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ راستہ میں جب میں نے آپ کا تاثر معلوم کرنا چاہا تو آپ کو حمد باری تعالیٰ سے لبریز پایا۔ جب میں نے یہ ذکر کیا کہ اگر آج آپ کے والدین زندہ ہوتے اور اپنی متضرعانہ دعاؤں کی قبولیت اور بشارتوں کے پورا ہونے کے اس عظیم الشان نشان کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے تو ان کی خوشی کا کیا عالم ہوتا تو ڈاکٹر صاحب موصوف یکدم بالکل خاموش ہو گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ آپ اپنے بزرگ والدین کی یاد میں کھو گئے ہیں۔ آپ کی خاموشی اس وقت ٹوٹی جب موٹر برادرم مکرم صلاح الدین صاحب ایوبی کے گھر کے سامنے جا کر رکی۔ موٹر سے اترتے وقت آپ نے مجھ سے فرمایا آپ موٹر میں بیٹھے رہیں میں سب سے مل کر ابھی واپس آتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ ہی گیسٹ ہاؤس جائیں اور پھر وہاں سے اپنی سائیکل لے کر گھر لوٹیں۔ میں آپ کی بلند اخلاقی اور باریک بینی پر حیران ہوئے بغیر نہ رہا۔

مسعود احمد خان دہلوی، پروفیسر عبدالسلام، نصیر احمد قمر

## علم اور اصحاب علم کی قدر

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام تھے تو اس دور کے عظیم سائنس دان اور آپ کے تخصص کا میدان سائنس ہی تھا لیکن آپ بحیثیت مجموعی جملہ علوم کے بہت دلدادہ تھے اور اسی لئے کارہائے نمایاں سرانجام دینے والے اصحاب علم کے بے حد قدردان تھے۔ جو اصحاب علم کسی بھی علم میں تحقیق کر کے اس کے نئے نئے گوشوں سے دنیا کو آگاہ کرتے تھے ان کو تو آپ سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے۔ ان اصحاب علم میں سے ایک حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی (مرحوم) بھی تھے۔ آپ ان کا کئی اعتبار سے بہت احترام کرتے تھے۔ ایک تو وہ آپ کے والد بزرگوار کے پرانے واقف کار اور دوست تھے۔ دوسرے آپ ان کے حصول علم کی لگن اور حاصل کردہ علم سے دوسروں کو فیضیاب کرنے کی دھن کے دل سے معترف اور قدردان تھے۔ تیسرے انہوں نے اپنی ضعیفی اور علالت کے باوجود آپ کے والد بزرگوار حضرت چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم کے سوانح حیات کتابی شکل میں مرتب کرنے میں بہت محنت اٹھائی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی آپ کا لاہور آنا ہوتا تو وقت نکال کر آپ لاہور کے گنجان آباد علاقے میں ان کے گھر جا کر ان سے ملاقات کرتے اور ان کے ادبی اور تاریخی کارناموں کی بہت داد دیتے۔ آپ کے دل میں ان کا کس قدر احترام تھا وہ آپ کے اس مکتوب سے عیاں ہے جو حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی وفات پر آپ نے ان کے فرزند برادرم مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی (مرحوم) کے نام لکھا۔ آپ کا وہ خط میں نے مکرم شیخ مبارک محمود صاحب سے لیا تھا اور آج تک میرے پاس محفوظ ہے۔ خط کا متن ذیل میں ہدیہ قارئین ہے:

بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

لندن

8 Campion Road SW 15

۱-۱۱-۱۹۷۲

گرامی قدر جناب شیخ صاحب ۔ السلام علیکم

آپ کا غم نامہ ملا۔ حضرت شیخ صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنے قرب میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے اور آپ کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت شیخ صاحب ایک نمونہ تھے جس کا میں کئی بار اپنے لیکچروں میں ذکر کر چکا ہوں۔ ایک صحیح عالم جسے علم کا نشہ ہو ایسے سخت حالات میں بھی جن سے شیخ صاحب دوچار تھے بے نیازی کے ساتھ علم کی خدمت کر سکتا ہے۔ ہم اپنے نوجوانوں کو تحقیق کے لئے آسائشیں بہم پہنچاتے ہیں۔ Air Conditioner مہیا ہوتے ہیں، ہر قسم کا سامان ہوتا ہے لیکن وہ پھر بھی کچھ کر نہیں پاتے۔ حضرت شیخ صاحب نے سخت صعوبتیں اٹھائیں لیکن اس کے باوجود علم کی وہ خدمت کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو۔ ان کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے سوانح کی تکمیل فرما دی۔ افسوس ہے کہ وہ اس کی اشاعت نہ دیکھ سکے۔ انشاء اللہ العزیز آپ کے ذریعہ ان کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ گھر میں مضمون واحد۔

شکستہ دل

نیازمند عبدالسلام

## آخرت میں صاحب منزلت ہونے کی بشارت

اب میں خدا تعالیٰ کے اس بندہ نیک نام المسمی عبدالسلام کی سیرت و کردار کے اس تذکرہ کو ایک خاص امر کی طرف توجہ دلا کر ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ جب پیدا ہوا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کی بشارت لے کر پیدا ہوا۔ کیونکہ خدا نے اس کے بزرگ والد کو ایک فرشتہ کے ذریعہ یہ بشارت دی کہ اس کا نام "عبدالسلام" ہے اور اسی طرح وہ جب اس فانی دنیا کی حیات ناپائیدار میں عظیم الشان کارنامے سرانجام دے کر یہاں سے رخصت ہوا تو سلامتی کے ساتھ رخصت ہوا کیونکہ دنیا بھر کے بڑے بڑے انسانوں نے اسے خراج عقیدت پیش کیا اور ہزاروں ہزار انسانوں نے اس کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کر کے اور مقبرہ بہشتی ربوہ میں اسے پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ سپرد خاک کر کے اس کے اس جہان سے سلامتی کے ساتھ رخصت ہونے کی گواہی دی۔ خدائی بشارتوں کے مطابق ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ اگلے جہان میں بھی سلامتی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ ان بشارتوں کے علاوہ جن کا میں مضمون کے آغاز میں ذکر کر چکا ہوں۔ میں اسی ضمن میں ایک اور بشارت کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام مرحوم کے بھائیوں میں سے (جو سب مرحوم کے جنازہ کے ہمراہ ربوہ آئے ہوئے تھے) ایک بھائی برادرم محترم عبدالرشید صاحب آف لندن نے مجھے بتایا کہ جس رات محترم ڈاکٹر صاحب موصوف فوت ہوئے اس رات تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگنے پر انہوں نے اپنے والد بزرگوار محترم چوہدری محمد حسین صاحب کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سفید براق لباس زیب تن کیا ہوا ہے۔ اور سفید قمیص پر سبز رنگ کا ایک بہت خوبصورت سویٹر پہنا ہوا ہے اور وہ بہت خوش ہیں حتیٰ کہ ان کے ہشاش بشاش چہرے سے خوشی پھوٹے پڑ رہی ہے۔ عبدالرشید صاحب ان سے پوچھتے ہیں کہ اباجی آپ اتنے خوش کیوں ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کیوں خوش نہ ہوں عبدالسلام پہنچ گیا ہے اور آج آٹھ بج کر بیس منٹ پر پہنچا ہے۔ یہ سن کر یکدم ان کی آنکھ کھل گئی۔ اسی رات محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب لندن میں جب اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے تو اس وقت پاکستان میں ۸ بجکر ۲۰ منٹ ہوئے تھے۔ سو جس باپ نے اپنے سلامتی والے بیٹے کے دنیا و آخرت میں صاحب منزلت ہونے کی دعا کی تھی اس نے اپنے ایک اور بیٹے کو خواب میں آ کر بتا دیا کہ ان کا یہ سلامتی والا بیٹا دنیا میں صاحب منزلت تھا اور اب آخرت میں بھی صاحب منزلت قرار پائے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے سلامتی والے اس عبد منیب کے اس جہان میں درجات بلند فرماتا رہے اور اس کی نسل میں اور جماعت احمدیہ کی دیگر نسلوں میں بھی اس کے ہزاروں قائم مقام پیدا کرے اور ہزاروں ہزار کی تعداد میں پیدا کرے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا:

بابرگ و بار ہوویں، اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

آپ کی جسمانی اولاد اور روحانی اولاد ہر دو کے حق میں قبول ہو اور ہر زمانہ میں اس کی قبولیت کے عملی نظارے ظاہر ہوتے چلے جائیں یعنی کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہوتے چلے جائیں جو علم اور معرفت میں اس قدر کمال حاصل کریں کہ اپنی سچائی کے نور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں۔

اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اے رحیم اور مشکل کشا! تو ایسا ہی کر۔ تجھ کو سب قدرت اور طاقت حاصل ہے۔

# خطبہ جمعہ

# جماعت کو ایسے صاحب اخلاق لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر حال میں بنی نوع انسان کے لئے نرم گوشے رکھتے ہوں

(جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ ۱۹۹۷ء سے خطاب)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۸؍مارچ ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۸؍امان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

فبما رحمةٍ من الله لنت لهم و لو كنت فظاً غليظ القلب لانفضوا من حولك فاعف عنهم واستغفرلهم و شاورهم في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين- ان ينصركم الله فلا غالب لكم و ان يخذلكم فمن ذاالذى ينصركم من بعده و على الله فليتوكل المؤمنون-

(سورۃ آل عمران: ۱۶۰-۱۶۱)

یہ آیات جو سورہ آل عمران سے لی گئی ہیں نمبر ۱۶۰ اور ۱۶۱ آیات ہیں- یہ مجلس شوریٰ کے افتتاح کے موقع پر عموماً پڑھی جاتی ہیں اور ان کا شوریٰ سے ہی تعلق ہے- آج سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے جو تین دن تک جاری رہے گی ان کی یہ خواہش تھی کہ حسب سابق میں ایم-ٹی-اے کے ذریعے خود اس مجلس شوریٰ کا افتتاح کروں- اگرچہ رسمی کارروائی کچھ کمیٹیاں بنانے کی اس سے پہلے شروع ہو چکی ہے اور گزشتہ سال بھی اسی طرح ہوا تھا مگر باقاعدہ شوریٰ کا آغاز اس خطاب سے ہوتا ہے جس میں ہم اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف پاکستان ہی کے ساتھ شامل نہیں بلکہ دنیا کی سب جماعتوں کے ساتھ شامل ہیں-

اس ضمن میں ایک یہ بات بھی سمجھانی ضروری ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نظام شوریٰ اتنا پھیل چکا ہے اور مختلف ممالک میں مجالس شوریٰ قائم کی جا چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال ان کی مجالس جماعتی روایات کے مطابق بیٹھتی اور دعاؤں کے ساتھ شروع ہوتی، دعاؤں کے ساتھ ختم ہوتی ہیں لیکن میرے لئے اب یہ ممکن نہیں رہا کہ ہر مجلس شوریٰ میں اس طرح شامل ہوں جس طرح میں آج شامل ہو رہا ہوں- مطالبے آتے ہیں اور مطالبوں میں تو کوئی حرج نہیں، نیکی کی بات ہے، مگر یہ ممکن نہیں کہ ہر مجلس شوریٰ کو اسی طرح، اتنی ہی اہمیت دی جائے جتنی پاکستان میں ہونے والی مجلس شوریٰ کو ہے- یہ اہمیت کے پیش نظر بعض دفعہ میں شامل ہو بھی سکتا ہوں اور ہو جایا کروں گا اگر خدا نے توفیق دی مگر اکثر صورتوں میں یہ ممکن نہیں ہوگا-

پاکستان کی مجلس شوریٰ کو جو غیر معمولی فوقیت حاصل ہے یہ اللہ کا فضل ہے جس میں کسی کو کوئی اعتراض کی گنجائش نہیں- وہ جماعت احمدیہ کے تربیت یافتہ بزرگ جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے تربیت پائی اور پھر ان کے بعد آنے والے تابعین جنہوں نے صحابہ سے سیکھا ان کو ایک اپنا الگ مقام اور ایک مرتبہ، ایک فضیلت حاصل ہے جس میں کسی حسد کا سوال نہیں- رشک کا بھی اسی حد تک سوال ہے کہ ان کے لئے دعائیں کی جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مقام انہیں عطا فرمایا ہے اس کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بخشے مگر ویسے لوگ، جیسا اجتماع ان لوگوں کا ہوتا ہے اور پھر ان کا جو اول تابعین سے تربیت پا کر ساتھ اکٹھے ہوئے ہیں دنیا میں دوسری جگہ ممکن ہی نہیں ہے- اس لئے جس گروہ کو خدا فضیلت دے دے کوئی اس سے فضیلت چھین نہیں سکتا، نہ اسے حق ہے کہ اس پر اعتراض کرے- تبھی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے متعلق بھی اور آپ کی بعثت ثانیہ کے متعلق بھی قرآن کا یہی بیان ہے "ذالك فضل الله يؤتيه من يشآء والله ذوا الفضل العظيم"- یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے، جسے چاہے گا دے گا اور وہ ذوالفضل العظیم ہے اس کے بے انتہا فضل ہیں اس کے پاس-

ذوالفضل العظیم میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا عظیم مرتبہ بھی بیان ہو گیا- مگر دوسروں کے لئے یہ پیغام بھی ہے کہ جو خدا اتنا عظیم فضل فرما سکتا ہے ایک پر، وہ دوسرے پر بھی اور فضل فرما سکتا ہے اس لئے اللہ سے فضل چاہا کرو اور یہ نہ دیکھا کرو کہ فلاں کو فضل کیوں عطا کیا کیونکہ جس کو بھی خدا فضل عطا کرے اللہ کا کام ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو کس حد تک فضل عطا کیا جائے گا- پس جماعت احمدیہ پاکستان کی شوریٰ کو اس وقت جو غیر معمولی فضل عطا ہے اس کی وجہ میں نے آپ کے سامنے بیان کر دی ہے اس لئے ہر سال ہونے والی مجالس شوریٰ اسی خطاب کو اپنا خطاب بنا لیا کریں- اور یہ **خطاب جو میں مجلس شوریٰ پاکستان سے کر رہا ہوں اس میں نصائح ہیں، ان سب کے لئے ہیں جو مختلف ممالک میں مجالس شوریٰ اس سال منعقد ہوں گی-**

ویسے مجالس شوریٰ سے تعلق میں جو خطبات ہیں ان کا تعلق کسی ایک سال سے نہیں بلکہ ہمیشہ رہنے والی دائمی ضرور توں سے ہے- مگر اس پہلو سے حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات بھی آج تک ہماری راہنمائی کرتے ہیں- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ارشادات اگرچہ مجلس شوریٰ اس طرح قائم نہیں تھی وہ بھی اب تک ہمارے لئے راہنما ہیں- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جس رنگ میں مشوروں کی بنیاد ڈالی وہ بھی ہمارے لئے راہنما اصول ہیں اور سب سے بڑھ کر قرآن کریم کا مجلس شوریٰ سے متعلق ہماری راہنمائی فرمانا جس کی آگے یہ سب مثالیں بنی ہیں جس کی متابعت میں یہ سارے مجلس شوریٰ کے طریق جاری ہوئے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے پس اس زمانے سے شروع کر کے پیچھے کی طرف میں چلا ہوں تو یہ ساری چیزیں آخر قرآن تک جا پہنچتی ہیں اور قرآن کا بہترین مطلب حضرت اقدس محمد ﷺ جانتے تھے-

اس پہلو سے آج کی مجلس شوریٰ کے لئے جو میں نے چند نصائح کرنی ہیں ان کی بنیاد انہی آیات کریمہ پر ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں "فبما رحمةٍ من الله لنت لهم" اس رحمت کی وجہ سے، اس خاص رحمت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی "لنت لهم" تو ان کے لئے نرم ہو گیا، ان غلاموں اپنے ساتھیوں کے لئے نرم ہو گیا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا "و لو كنت فظاً غليظ القلب" اگر تو بد خو ہوتا اور غلیظ القلب، سخت دل والا ہوتا "لانفضوا من حولك" وہ تیرے ارد گرد سے چھوڑ کر تجھے چلے جاتے "فاعف عنهم" پس ان سے عفو کا سلوک فرما "واستغفرلهم" ان کے لئے بخشش طلب کرتا رہ "و شاورهم في الامر" اور ان سے مشورے بھی کیا کر "فاذا عزمت فتوكل على الله" پس جب تو فیصلہ کر لے تو پھر توکل اللہ پر رکھنا ہے "ان الله يحب المتوكلين" یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے-

ان آیات کی بارہا تلاوت بھی کی گئی اور ان سے روشنی لے کر بہت سے اہم مضامین بھی جماعت کے سامنے بیان کئے گئے مگر ہمیشہ جب ان کی دوبارہ تلاوت کی جاتی ہے تو کچھ اور بھی ایسے عقل و نظر کے گوشے ہیں جن پر یہ آیات خصوصیت سے روشنی ڈالتی ہیں- پس لازم نہیں کہ ہر دفعہ وہی بات دہرائی جائے اور نہ دہرائی جاسکتی ہے کیونکہ ہر موقع پر یہ آیت اپنا کوئی نہ کوئی پہلو نمایاں طور پر سامنے پیش کر دیتی ہے- اس پہلو سے آج اس آیت کریمہ کے تعلق میں میں یہ بات سامنے رکھنا چاہتا ہوں "فبما رحمةٍ من الله لنت لهم و لو كنت فظاً غليظ القلب" ان دو آیات کو اکٹھا پڑھنے سے یہ جو خیال گزرتا ہے کہ تو نرم ہے اس لئے تیرے ارد گرد اکٹھے ہیں اور ان کو اکٹھا رکھنے کے لئے تجھے نرم رہنا چاہئے یہ غلط تاثر ہے یہ مضمون نہیں ہے- مضمون یہ ہے کہ تیرا ان پر نرم ہونا ان کا بنیادی حق نہیں ہے کیونکہ ان میں بدخو بھی ہیں، ان میں بدکلام لوگ بھی ہیں جو تیرے ارد گرد اکٹھے ہوئے ہیں ان میں ہر قسم کے انسان موجود ہیں لیکن یہ تیری رحمت ہے کہ تجھے سب دنیا کے لئے رحمت بنایا گیا ہے- اور اس لئے کہ تو بنی نوع انسان میں سے ہر ایک کے لئے رحمت ہے ان میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوں گے، ہر نوع کے لوگ شامل ہوں گے تجھے ان سب کے لئے رحمت بنایا جانا ثابت کرتا ہے کہ ایک ایسی عظیم فضیلت ہے جس کے نتیجے میں تو لازماً سب کے لئے نرم ہے- اپنے ہوں، غیر ہوں، دشمن ہوں، ان کے لئے بھی تو نرم ہے- پس تیرا نرم ہونا کسی ضرورت کے پیش نظر نہیں ہے، کسی حکمت عملی کے پیش نظر نہیں- یہ نتیجہ کہ نرم ہو حکمت عملی کی خاطر، اس لئے نکالنا غلط ہے کہ آخر پر تان توکل پہ توڑی گئی ہے کہ ان لوگوں پر تیرا اسہارا نہیں ہے- تو ان کا ایسا ضرورت مند نہیں کہ تجھے چھوڑ کر چلے جائیں تو گویا تیرے سارے کام بگڑ جائیں گے- ایک ادنیٰ سا کام بھی تیرا نہیں بگڑے گا کیونکہ اللہ پر توکل ہے اور اللہ تیرے جیسے توکل کرنے والوں سے تو محبت کرتا ہے تجھے ضرورت کیا ہے کسی کی خوشامد کی، کسی کے سامنے جھکنے کی- پس جھکنا ایک احسان ہے، جھکنے کی غرض احسان ہے اور وہ احسان ایسا ہے جو طبیعت میں داخل فرما دیا گیا ہے اس کے سوا محمد رسول اللہ کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اللہ نے تمام دنیا کے لئے رحمت بنایا اور اس کے نتیجے میں دل ایسا نرم ہو گیا کہ دشمنوں کے لئے بھی وہ بے حد ملائم تھا تو اپنوں کے لئے رؤوف و رحیم کیوں نہ بنتا-

پس یہ خیال غلط ہے کہ اس وجہ سے تو نرم ہو کہ یہ لوگ تجھے چھوڑ نہ جائیں دوسری جگہ آیات اس بات کو خوب کھول رہی ہیں کہ سارے بھی چھوڑ جائیں تو ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں- جس کا خدا اسہارا ہو اس کو کسی اور پر انحصار کی ضرورت کیا ہے- مگر اس میں اشارۃً ان کے لئے ضرور نصیحت ہے جو محمدؐ رسول اللہ کے مقام پر فائز نہیں ہیں اور جو بھی مقام ان کو ملتا ہے آپؐ کی غلامی سے ملتا ہے- پس اس پہلو سے ان کے لئے دو نصیحتیں ہیں ایک یہ کہ رحمتہ للعالمین کے غلام ہو تو پھر تمہیں بھی رحمت کا نمونہ دکھانا ہوگا اور یاد رکھنا کہ اگر دل کی سختی کے نتیجے میں یا کلام کی سختی کے نتیجے میں لوگ محمدؐ رسول اللہ کو چھوڑ سکتے ہیں تو تم کس باغ کی مولی ہو، تمہاری کیا حیثیت ہے تمہیں لازماً چھوڑ کر چلے جائیں گے اس لئے یہاں احتیاط کے طور پر یہ نصیحت ہے نہ کہ انحصار کے طور پر-

**فرمایا محمد رسول اللہ کے اخلاق سیکھو، توکل خدا پہ رکھو مگر غلامی محمد مصطفیٰ کی اختیار کرو اور اس نمونے پر چلو تو از خود تم لوگوں کے لئے جاذب نظر ہو جاؤ گے، جاذب قلب و نظر ہو جاؤ گے-** ان کے دلوں کو بھی کھینچو گے ان کی نگاہوں کو بھی کھینچو گے اور شوریٰ کا تعلق مرکزیت سے ہے- پس مجلس شوریٰ میں جن خاص صفات کی ضرورت ہے اس کے قیام کے لئے اس سے وابستہ مفادات کو ہمیشگی دینے کے لئے یہ مضمون ان صفات کی طرف اشارہ فرما رہا ہے- پس اول تو وہی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک محسن انسانیت کے طور پر جو صفات رکھتے تھے ان کی بے اختیار جلوہ گری تھی جس نے دلوں کو کھینچا ہوا تھا مگر ہرگز مقصد یہ نہیں تھا کہ اگر میں نرم نہ ہوا تو لوگ بھاگ جائیں گے اگر یہ مقصد ہو تو پھر ایسے اخلاق کی کوئی بھی قیمت نہیں ہوا کرتی پھر ایسے اخلاق دنیا کی نظر سے چھپا نہیں کرتے اور دنیا لازماً حقیقت کو جان لیتی ہے-

دیکھو آج کل جو ڈیما کریسی کا دور ہے الیکشنز ہوتے ہیں تو بڑے بڑے لوگ اپنے علاقے کے جب یہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کو ووٹ دیں تو کس طرح گر گر ان کے دروازے کھٹکھٹاتے، ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، بڑا ہی حسن و احسان کا سلوک کرتے ہیں کہ ہم تو آپ کے خادم ہیں آپ کی خاطر مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں، آپ ہمیں ووٹ دیں گے تو آپ کی خدمت کا موقع ملے گا- اور جب ایک دفعہ منتخب ہو جائیں تو درمیان میں دربان حائل، دروازے حائل، اونچے محل حائل اور ان کو وقت ہی نہیں ملتا کہ ان غریبوں کے پاس دوبارہ جا کر ان کا شکریہ بھی ادا کر سکیں اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے کا تو کوئی تصور اکثر رکھتے ہی نہیں- پس ایسے وعدے جو ووٹ مانگنے کے لئے کئے جائیں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں، سب دنیا جانتی ہے ان کی کیا حقیقت ہے- وہی خدمت کرنے والا عوام کی خدمت کرتا ہے جو مزاجاً خدمت کرنے والا ہو اور یہ ایک پختہ قطعی حقیقت ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں- اس کو کوئی ووٹ دے یا نہ دے جس کے مزاج میں خدمت ہے وہ تو غریبانہ حالت میں بھی خدمت ہی کرتا رہتا ہے- بعض ایسے غریب بھی ہیں جن کو کچھ دینے کی توفیق نہیں وہ رستہ چلتے کی جو بھی خدمت ممکن ہے وہ کر دیتے ہیں، کسی کا سامان اٹھا کے چل پڑیں گے، کسی سے جھک کر کہیں گے کوئی ہمارے لائق خدمت ہو، کوئی ہم سے بھی کام لو تو خدمت کا مضمون کسی لالچ کے ساتھ متعلق نہیں ہے- جہاں حرص، لالچ، غرض داخل ہوئی وہاں خدمت غائب ہو گئی-

پس یہ آیات ہمیں یہ سمجھا رہی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ووٹ کی خاطر کبھی نرمی نہیں کی تھی "فبما رحمةٍ من الله لنت لهم" تو تو اللہ کی رحمت کی وجہ سے ان کے لئے نرم ہوا ہے تیرے تصور کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہیں کہ اگر میں نرم نہ ہوا تو یہ میرے مقصد میں مدد دینے کی بجائے مجھ سے دور ہٹ جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تجھے ساری دنیا کو اکٹھا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے بنایا تھا- پس اسی تقاضے کے پیش نظر جو عالمی تقاضا تھا تجھے حسن و احسان کی بھی ایسی صفات عطا کی گئیں کہ جس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی- پس یہ مضمون ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو دل کی سختی زیب ہی نہیں دیتی تھی، آپ کے مقاصد سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں تھا اس لئے نہیں دی گئی- بدخلقی کا آپ کے مقاصد سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں تھا اس خلق کے سب سے اعلیٰ مقامات پر آپ کو فائز فرمایا گیا-

اس مضمون کو سمجھ کر کہ ہرگز اخلاق کا تعلق غرض سے نہیں ہے اخلاق خواہ مذہبی ہوں خواہ دنیا کے ہوں، اگر ہیں تو ہوں گے، نہیں ہیں تو نہیں ہوں گے مگر اغراض سے اخلاق پیدا نہیں ہوا کرتے- اغراض سے اخلاق مر جایا کرتے ہیں- **اگر آپ کسی کی خدمت کریں اور غرض کوئی احسان جتانا ہو یا زیر نگیں کرنا ہو یا فائدے اٹھانا ہو تو قرآن ایسی ساری خدمتوں کو رد کر دیتا ہے کہ ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں،** ان کو خدمت کہنا ہی حماقت ہے- پس اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ فکر نہ کریں کہ اس مجلس شوریٰ کے لئے آپ کو کیسے اخلاق کی ضرورت ہے- ان اخلاق کی طرف توجہ دیں جو روزمرہ دلوں کو کھینچنے والے ہوں خواہ مجلس شوریٰ کے لئے آپ کو بلایا گیا ہو یا نہ بلایا گیا ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ صرف مجالس شوریٰ میں تو جلوہ گر نہیں ہوا کرتے تھے- جو زندگی کا ایک ایسا حصہ تھا جو جدا ہو ہی نہیں سکتا تھا ہر حالت میں وہ اسی طرح جلوہ گر ہوئے ہیں-

پس یہ وہ پیغام ہے بنیادی جسے مجالس شوریٰ میں شامل ہونے والے احمدی خوش نصیبوں کو ہمیشہ یاد


شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر، پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلی فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL : 04504-201

FAX & TEL : 04504-202

رکھنا چاہئے۔ ووٹ کی خاطر کبھی اخلاق نہیں بنانے۔ اگر یہ تاثر دے کر کہ تم منتخب ہونے کے حقدار ہو اور اہلیت رکھتے ہو، لوگوں سے چاپلوسی کی باتیں کرو گے، نرمی کی گفتگو کرو گے تو تمہارا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ اس نتیجے میں اگر تم مجلس شوریٰ کے ممبر چنے جاؤ گے تو اس ممبر کی خدا کے نزدیک کوئی بھی حیثیت نہیں محض دکھاوے کے لئے آئے اور اپنا جلوہ دکھا کر واپس چلے جاؤ گے اور نہ تمہاری ذات کو کوئی فائدہ پہنچے گا، نہ جماعت کو کوئی فائدہ پہنچے گا۔ **جماعت کو ایسے صاحب اخلاق لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر حال میں بنی نوع انسان کے لئے نرم گوشے رکھتے ہوں اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی، بدکلامی ان کے قریب تک نہ آئے اور دل کی سختی سے ناآشنا ہوں۔ خوبصورت گفتگو، احسن کلام اور نرم دلی سے ہر طرف نگاہ کرنا ان کی فطرت ہو** اور اگر یہ فطرت نہیں ہے تو اسے بنانے کی کوشش کرو یہ وہ دوسری ضروری بات ہے جس کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔

بعض لوگ طبعاً سخت دل ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا "ولو کنت فظاً غلیظ القلب" مگر ساتھ یہ فرمانا "فبما رحمةٍ من الله" اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اگر طبیعتاً کوئی بچہ سخت بھی ہو تو اللہ کی رحمت اس کو نرم کر سکتی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کو تو پیدا ہی اسی طرح کیا گیا مگر وہ جو مزاج کی سختی رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں اور آنحضرت ﷺ کی محبت اور پیار کی وجہ سے آپ جیسا بننا چاہیں یعنی اصل تو خدا ہی کی محبت ہے مگر جو نمونہ سامنے ہے وہ دکھائی دیتا ہے، وہ قریب کا نمونہ ہوتا ہے انسان ایسا بننے کی کوشش کرتا ہے ورنہ ہمیں کیا پتہ لگتا ہے کہ اللہ کیسا ہے۔ اگر ہم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا کی صفات دکھاتے ہوئے نہ دیکھتے تو ہمیں اللہ کا حقیقی تصور پتہ نہیں لگ سکتا تھا۔

جو دوسرے ذرائع ہیں وہ بھی ہیں مگر نسبتاً مدہم اور مخفی اور بعض ابہام رکھنے والے ہیں انسان دھوکے میں پڑ سکتا ہے انسان اپنی طبیعت پر اگر جانچے تو کئی دفعہ خدا کے تصور میں دھوکہ کھا جاتا ہے مگر نمونہ اس کو بنایا جاتا ہے جس کو دیکھ کر دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ پس آنحضرت ﷺ کے نمونے کو دیکھ کر اگر ویسا بننا چاہو تو اللہ کی رحمت سے ایسا ہو سکتا ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ پس اس کے لئے اگر توجہ ہے تو پھر دعائیں کرنی ہوں گی اور خدا کی طرف گریہ وزاری سے جھکنا ہوگا کیونکہ اخلاق محض کہنے سے نصیب نہیں ہو جایا کرتے۔ ہم نے تو بسا اوقات دیکھا ہے کہ جتنا چاہیں آپ کسی کو نصیحت کر لیں جو بدخلق اور طبعاً بدتمیز ہے اگر اس میں خدا کے سامنے عاجزی کی عادت نہیں ہے تو وہ کبھی بھی کسی کی بات نہیں مانے گا اس نے اسی طرح بدتمیزی کی حالت میں جان دینی ہے۔ مگر اگر خدا کا تقویٰ پیدا ہو جائے اور اللہ کی رحمت کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو ایسے شخص پر پھر رفتہ رفتہ نصیحت اثر دکھانے لگتی ہے اور بعض دفعہ ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ اس کی زندگی پر ایک زلزلہ طاری ہو جاتا ہے اچانک اس کے دل کے پتھر ٹوٹتے ہیں اور ان سے رحمت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں پس یہ فطرت کا نظام ہے جو خدا نے پیدا فرمایا ہے۔

اس آیت سے یہ نصیحت پکڑیں کہ اگر اللہ ہی کی رحمت ہے جو محمدؐ رسول اللہ بناتی ہے تو اسی کی رحمت سے ہم پھر وہ فیض کیوں نہ پائیں جو محمد رسول اللہ کو عطا ہوا تھا۔ پس وہ فیض پائیں دعاؤں کے ساتھ اور دعائیں وہ مقبول ہوتی ہیں جو حقیقت میں سچائی کے ساتھ کی جائیں۔ پس اگر کوئی بدخلق ہے اور اس کو احساس پیدا ہو گیا ہے کہ میں بدخلق ہوں اور مجھے اختیار نہیں ہے تو ایسا شخص ضرور دعاؤں کی طرف متوجہ ہوگا اور بعض ایسے مجھے لکھتے بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم جب غصے کی حالت میں ہوتے ہیں ہمیں اپنے اوپر اختیار ہی نہیں رہتا، ہم بدتمیزیاں کرتے ہیں، اپنے بڑوں سے بھی بدتمیز ہو جاتے ہیں، اپنی بیویوں پہ بھی ظلم کر جاتے ہیں اگر شادی شدہ ہوں، اپنے گردوپیش کو اپنی سختی کا نشانہ بناتے ہیں اور بعد میں پچھتاتے ہیں کہ ہم نے کیوں ایسا کیا مگر اس وقت ہم مغلوب ہو جاتے ہیں۔

یہ جو صورت ہے اس میں دو قسم کے محرکات ہیں موجبات ہیں جن پر نظر رکھنی چاہئے ایک تو بیماری ہے اور یہاں جو بات ہو رہی ہے یہ طبعی بیماریوں کی بات نہیں ہو رہی مگر یہ بات یہاں سے ضرور نکلتی ہے کہ بیمار بھی ہو تو اللہ کی رحمت کے تابع ہو۔ اور اگر ویسے ماحول کی، بچپن کی سختی نے کسی انسان کو بدخلق بنا دیا ہو لمبے عرصے تک اس کے دبے ہوئے مجروح جذبات اسے آخر پھٹنے پر مجبور کر دیں اور پھر عادتاً وہ بدتمیز اور بدخلق ہو جائے تو ایسا شخص بھی اللہ کی رحمت کے تابع ہے اور یہ بھی ایک بیماری ہے دراصل۔ ایک جسمانی بیماری کے نتیجے میں بھی لوگ بدخلق ہو جایا کرتے ہیں ایک روحانی بیماری کے نتیجے میں بھی لوگ بدخلق ہو جایا کرتے ہیں۔

تو جماعت کو صرف مجلس شوریٰ کے منتخب نمائندوں کے لئے اخلاق کی ضرورت نہیں ہے "فبما رحمةٍ من الله لنت لهم" تمام وہ جو ہمارے گردوپیش ہیں ان سب کے اوپر ہمارے جھکنے اور ان کے لئے نرم ہونے کی ہمیں ضرورت ہے کیونکہ ہم نے تو سب دنیا کو اکٹھا کرنا ہے اور ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے اور اس کے لئے خدا تعالیٰ اگر محمد رسول اللہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تو سخت دل ہوتا تو یہ تجھے چھوڑ جاتے تو ہم کون ہوتے ہیں کہ سخت دلی کے باوجود ہم ان کو اپنی طرف بلائیں اور اس لئے بلائیں کہ آؤ تمہیں خدا سے ملاتے ہیں۔ **دعوت الی اللہ ہو یا کوئی دوسرے کام ہوں احمدی کے اخلاق کا بلند ہونا اور بلند کیا جانا لازم ہے اس کے بغیر اس کی کوئی مجلس شوریٰ اس کے کام نہیں آئے گی۔**

پس اس بنیادی مضمون کو پیش نظر رکھو اور اخلاق کی درستی کو لوگوں کو کھینچنے کی نیت کے ساتھ وابستہ پھر بھی نہ کرو۔ یہ جو دوسرا پہلو ہے یہ بہت ہی نازک اور اہم پہلو ہے اگر اس کو آپ نہیں سمجھیں گے تو آپ کے اخلاق کی درستی بے حقیقت اور بے معنی ہو جائے گی، اخلاق کی درستی اللہ کے تعلق سے ہے صرف۔ اللہ بدخلق کو پسند نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کا بدخلق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کوئی شخص کسی روحانی مرتبے پہ فائز نہیں ہو سکتا جب تک وہ پہلے بااخلاق انسان نہ ہو اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک سو سال پہلے یعنی ۱۸۹۶ء میں اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں خوب کھول کھول کر بیان فرمایا، کوئی بھی شبہ باقی نہیں رہنے دیا۔ اس وہم میں مبتلا نہ ہو کہ تم بدخلق ہو اور خدا والے ہو، بااخلاق بننا لازم ہے۔ پہلے انسان بااخلاق بنتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو مراتب عطا کرتا ہے اس کے بغیر نہیں کیا کرتا۔

پس عہدہ جو ایک کوئی بھی عہدہ ہو اس عہدے کی حیثیت ہی کوئی نہیں اگر آپ بااخلاق نہیں ہیں۔ بااخلاق ہیں تو اس عہدے کے اوپر فائز ہونے کے اہل ہیں۔ اگر اہل نہیں ہیں اور فائز ہو گئے ہیں تو آپ کے اوپر ایک وبال بن جائے گا یہ، کیونکہ آپ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ پس اس پہلو سے تمام عالم کے احمدیوں کو ایسا ہونا چاہئے کہ ان میں سے جس کو بھی مجلس شوریٰ کے لئے منتخب کیا جائے وہ اہل ثابت ہوں۔ ایک یا دو کی بحث نہ رہے کہ وہ ہوں گے تو نمائندگی ہوگی تمام احمدیت کا عالم، تمام جہان مجلس شوریٰ کی اہلیت رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے خدام سے اس طرح پر ہو جائے کہ جس کو بھی پکڑا جائے جس کو بھی دیکھا جائے وہ اہلیت والا ہو۔

یہ جو مضمون ہے کہ اخلاق کے ساتھ اہلیت کا تعلق ہے اسی کے سمجھنے کے نتیجے میں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ہر شخص مشورہ دینے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ جب اللہ کسی کو پسند فرماتا ہے تو اہلیت کے سارے تقاضے پیش نظر رکھتا ہے، ان تقاضوں میں یہ جو چند اخلاق کی باتیں میں نے کی ہیں صرف یہی نہیں اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن میں سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیشہ خدا اس کے پیش نظر رہے، وہی مقصود ہو، اسی کو خوش کرنا اس کی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہو جائے۔ جب ایسا شخص ہو جو خدا کے تابع ہو، اپنی مرضی کو اللہ کی مرضی کے تابع کر دے تو اس کی عقل چمکتی ہے اس میں جلاء پیدا ہوتی ہے۔

اور یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ کوئی شخص جو خدا تعالیٰ کی کامل ذات کے حوالے سے اپنے آپ کو جھکا کر اس کے تابع نہیں ہوتا اس کی عقل میں لازماً نقص رہ جاتا ہے کبھی وہ کوتاہ بین ہو جاتا ہے، وقتی تقاضوں کی خاطر اپنے دور کے مفادات کو قربان کر دیتا ہے کبھی وہ وقتی مفادات کی خاطر یا ملکی یا قومی، اپنے خاندانی مفادات کی خاطر دوسرے مفادات کو قربان کر دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں فساد کا موجب بنتا ہے۔ پس دوسرا اہم معاملہ جو بہت سے معاملات میں سے ایک اہم معاملہ ہے یہ ہے کہ اخلاق کا تعلق تو بنی نوع انسان سے ہے اس کا درست ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کوئی انسان مشورے کی اہلیت نہیں رکھتا مگر دینی امور میں اور بھی تقاضے ہیں اور ان تقاضوں میں سب سے بڑا تقاضا تقویٰ کا ہے یعنی انسانوں سے بھی اپنے معاملات درست کرنے والا ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھی اپنے معاملات درست کرنے والا اور اس کا توکل خدا پر ہو، بنی نوع انسان پر نہ ہو۔

یہ سارے مضامین اس پہلی آیت میں بیان ہو گئے ہیں جو میں نے آپ کے سامنے ابھی پڑھی ہے "فبما رحمةٍ من الله لنت لهم" یہ اللہ کی رحمت ہی تجھ پر تھی جس کے نتیجے میں تو ان لوگوں پر نرم ہو گیا اگر تو بدخو ہوتا، سخت دل ہوتا تو تیرے اردگرد سے یہ چھوڑ کر تجھے چلے جاتے، نتیجہ کیا نکالا جا رہا ہے "فاعف عنهم واستغفرلهم و شاورهم" ایسے لوگوں سے عفو کا سلوک کر کیونکہ جو لوگ تیرے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں اخلاق کی وجہ سے ان کو اس وجہ سے بھی کچھ خطرات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر محض اخلاق کی خاطر نہ کہ اعلیٰ مقاصد کی خاطر کوئی شخص کسی کے گرد اکٹھا ہوتا ہے تو اس کی وفا کا کوئی اعتبار ہی نہیں۔ جہاں اس سے نظر بدلے وہ اس کو بدخلقی کا نام دے کر چھوڑ کر جا سکتا ہے اور ایسے لوگوں کی مثالیں ہیں جن کے متعلق

قرآن کریم فرماتا ہے جب تک تو ان لوگوں پر احسان کرتا رہے یہ تیرے گرد رہتے ہیں جب احسان کرنا چھوڑ دے مال کے معاملے میں اپنے ان فرائض کو پورا کرے جو خدا نے تجھ پر ڈالے ہیں تو جہاں تجھ سے مالی فائدہ نہ دیکھیں یہ تجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں بلکہ بد تمیزی شروع کر دیتے ہیں۔ اعتراض شروع کر دیتے ہیں تو یہ وہ خطرات ہیں جن کی وجہ سے "فاعف عنهم واستغفر" کا حکم ہے۔

فرمایا یہ لوگ تیرے اخلاق کے محتاج تو ضرور ہیں مگر جیسا تو ان کا محتاج نہیں ہے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ ہر نبی کو مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے پس احتیاج اور بات ہے اور ضرورت اور بات ہے۔ احتیاج ان معنوں میں میں کہہ رہا ہوں کہ ان لوگوں پر بناء نہیں ہے۔ یہ نہ بھی ہوں تو خدا کے کام لازماً ہو کے رہیں گے، جب وہ ارادہ فرمالیتا ہے تو وہ ہو کر رہتے ہیں مگر جو قانون قدرت اس نے پیدا کیا ہے اس میں انسانوں کو انسانوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اس کا ایک علاج یہ بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی قوموں کو بدل دیتا ہے اور یہ قرآن کریم بار بار بیان کر چکا ہے تو ان کے بدلے اور تجھے خدا دے گا جیسا کہ مرتدین کے حوالے سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مرتد ہوتا ہے تجھے اور کثرت سے دے گا جو زیادہ نیک دل ہوں جو زیادہ تمہارے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہوں، تمہارا خیال کرنے والے، تمہاری قدر کرنے والے ہوں ایسے لوگوں کی جماعتیں عطا کر دے گا تمہیں۔ پس یہ فرق ہے بناء اور ضرورت میں۔

آنحضرت ﷺ کو بحیثیت بشر کے نصرت کی ضرورت تھی اور یہ کہنا کہ آنحضرت ﷺ بغیر کسی انسان کی مدد کے محض اس لئے کہ اللہ نے آپ کو مقرر فرمایا ہے اور کامیاب کرنا ہے از خود کامیاب ہو جاتے اگر یہ مضمون سمجھا جائے تو دنیا میں کسی نبی کو کسی کی ضرورت نہیں اور پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی "من انصاری الی الله" کون ہے جو اللہ کے معاملے میں میرا مددگار ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے انصار کا قرآن کریم میں ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی کس طرح لوگ ان کی مدد کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں پس لفظ احتیاج جس کو میں نے بناء کے معنوں میں استعمال کیا ہے وہ اور بات ہے اور عام انسانی ضرورت اور بات ہے۔

پس یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کو کسی دوسرے فرد بشر کی اکیلی یا زیادہ کی ان معنوں میں احتیاج نہیں تھی کہ آپؐ کی بناء ان پر ہو وہ نہ ہوں تو آپؐ کے کام ختم ہو جائیں۔ ہاں بحیثیت انسان مدد کی ضرورت تھی کیونکہ صرف اللہ ہے جس کو اپنی اعلیٰ قدرتوں اور طاقتوں میں کسی دوسرے کی ان معنوں میں مدد کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اس پر بناء کر بیٹھے۔ پس اس کے باوجود اللہ بھی کچھ مدد مانگتا ہے اور یہ مضمون ہے جو خاص طور پر سمجھنے والا ہے کہ اللہ ہمیشہ اس وقت مدد مانگتا ہے جب نبیوں کو مدد دینی مقصود ہو ورنہ کبھی مدد نہ مانگتا۔ نظام ایسا بنا دیا ہے کہ نبی اکیلے کام نہیں کر سکتے جو ان کے سپرد ہے اسلئے تمام بنی نوع انسان کو حکم دیتا ہے کہ ان کے گرد اکٹھے ہو اور ان کی مدد کرو اور اسی کا نام اللہ کی مدد ہے۔ پس اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ اللہ کہیں مدد بھی مانگتا ہے، اللہ محتاج نہیں ہے مگر نبیوں کی مدد کے لئے ہمیں متوجہ فرماتا ہے اور یہ بھی فرماتا ہے کہ اگر تم نہیں کرو گے تو خدا کو کوئی پرواہ نہیں اس کے کام نہیں رکیں گے، ایسی قومیں پیدا کر دے گا جو زیادہ محبت اور عشق اور فدائیت کے ساتھ میرے انبیاء کی مدد کریں گے اور یہ کام ہو کر رہیں گے پس جن کاموں نے ہونا ہی ہونا ہے ان میں اگر کسی کو ملوث کیا جائے تو اس پر احسان ہوتا ہے نہ کہ برعکس۔ جو کام چلنا ہی چلنا ہے اس میں اگر آپ کا بھی ہاتھ لگا دیا جائے تو آپ پر احسان ہے، آپ سمجھیں کہ ہاں ہمیں بھی توفیق ملی اور احسان ہے، آپ سمجھیں کہ ہاں ہمیں بھی توفیق ملی اور احسان بھی ایسا کہ ہاتھ لگایا ہے کام نے ہونا ہی تھا مگر پھر اتنے اس کے مقابل پر احسانات شروع ہو گئے کہ ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویا اظہار تشکر ہو رہا ہے تم نے میرے نبی کی مدد کی اب ہم تمہاری نسلوں کی تقدیریں بدل دیں گے تمہارے مقدر جاگ اٹھیں گے اور نسلاً بعد نسل تم پر ہم احسان کرتے چلے جائیں گے۔ تو یہ مدد دراصل بالآخر اپنی ہی مدد بنتی ہے مگر اس مدد لینے کی خاطر کبھی حسن سلوک نہیں کرنا، اس مدد لینے کی خاطر کبھی اپنی زبان کو نرم نہیں کرنا کیونکہ اگر جب مدد لینے کی خاطر کرو گے تو توکل ان کی طرف ہو جائے گا، خدا پر نہیں رہے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جو یہ آیات کھول کھول کر ہمارے سامنے رکھ رہی ہیں۔ چنانچہ دراصل تو ان کو تیری ضرورت ابھی بھی ہے تیرے گرد اکٹھے ہو گئے، تیرے مددگار بن گئے مگر ان کو توفیق ہی نہیں مل سکتی ان اعلیٰ تقاضوں کو پورا کرنے کی جو تیری مدد کے تقاضے ہیں۔ کمزوریاں ہیں اور کئی ایسی باتیں ہیں جن کے نتیجے میں ان کے لئے ٹھوکر کے سامان ہیں کئی بد اخلاق لوگ ہیں اسی طرح آ گئے ہیں۔ "فاعف عنهم" ان کے ساتھ صرف نظر فرما، گزارا کر ان کے ساتھ اور کئی چھوٹی موٹی باتیں جو تکلیف دہ ان کی طرف سے پیدا ہوتی رہتی ہیں تو عظمت اور حوصلے والا انسان ہے تو جہاں تک ہو سکتا ہے ان سے صرفِ نظر فرما لیکن ان معنوں میں صرفِ نظر نہ ہو کہ بے شک یہ برائیاں قائم رہیں "واستغفر لهم" اللہ سے دعا مانگ، اس سے مغفرت طلب کر کہ اے اللہ ان کی برائیاں دور فرما دے اور ان سے بخشش کا سلوک فرما۔ اور مشورہ ان سے مانگ "شاورهم فی الامر" لیکن "فاذا عزمت فتوکل علی الله" مشورہ ان سے مانگ لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے کیونکہ جو بصیرت تجھے خدا نے عطا فرمائی ہے وہ تعلق باللہ کے سوا نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ پس مدد اس لئے نہیں ہے کہ اللہ مددگار نہیں ہے اور مشورہ اس لئے نہیں ہے کہ اللہ مشیر نہیں ہے، یہ دونوں ایک ہی قسم کے مضمون ہیں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دیکھ تو مدد مانگتا ہے تو انحصار تو ان پر نہیں ہے نا۔ تو مشورہ بھی مانگ ان کو اس میں بھی حصہ دے لیکن فیصلہ تو نے کرنا ہے کیونکہ تو خدا کی نظر سے دیکھتا ہے، تقویٰ کی نگاہ سے فیصلے کرتا ہے اور اس کے باوجود یہ مشورہ بے کار بھی نہیں کیونکہ انسانی پہلو سے جب ہزار یا لاکھ کا کام ایک نہیں کر سکتا تو ہزار یا لاکھ خدا مہیا کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک نبی کی سوچ بھی بہت سے ایسے امور پر حاوی نہیں ہوتی جو اس کے علم سے باہر ہیں تو یہ کہہ دینا کہ کلیتہً بے ضرورت ہے یہ بھی غلط ہے۔ مگر فرمایا کہ وہ سارے امور جو ان سب کے علم میں ہیں جن میں سے ہر بات تیرے علم میں نہیں جب وہ تیرے حضور پیش کر دیئے جائیں تو انہی باتوں سے فیصلہ تیرا کام ہے کیونکہ ان لوگوں کی عقلیں ایسی تیز نہیں ہیں، نہ یہ ایسے متقی ہیں کہ ہر فیصلے میں خدا کو پیش نظر رکھیں یعنی تیرے ہم مرتبہ نہیں ہیں اس معاملے میں۔

پس وہی Data یعنی وہ کوائف، وہ اعداد و شمار جن پر ایک انسان فیصلے کرتا ہے اگر ذہین ہو، اعلیٰ درجے کا ہو تو اس کا فیصلہ انہی کوائف پر ہمیشہ درست ہو گا ہمیشہ بہتر ہو گا۔ اس میں ڈیماکریسی یا کثرت اعداد کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اگر دماغوں کی کیفیت ایک جیسی ہو تو کروڑ بھی ہوں وہ وہی فیصلہ کریں گے۔ ایک دماغ کی کیفیت اعلیٰ درجے کی ہو تو وہ ان کروڑوں کے مقابل پر اگر اعداد و شمار ہوں گے تو وہ صحیح فیصلہ کرے گا اور اس کا فیصلہ غالب ہو گا، اعلیٰ درجے کا ہو گا، یہ مضمون ہے جو بیان ہوا ہے کہ ضرورت تو اور معنوں میں ہے تو سہی مگر ان معنوں میں نہیں کہ اگر ان سے مشورہ نہیں کرے گا تو خدا تعالیٰ تجھے صحیح فیصلوں کی توفیق ہی نہیں بخشے گا۔ مشورہ کرے گا تو بہت سی ایسی باتیں تیرے علم میں آ جائیں گی جو عام حالات میں تیرے علم میں نہیں تھیں۔ ایک مضمون کے مختلف پہلو تیرے سامنے کھل جائیں گے پھر فیصلہ تیرا ہے پھر ان کا فیصلہ نہیں۔ جو کچھ انہوں نے کہنا ہے کہہ دیں، تیرے حضور حاضر کر دیں، پھر اگر ان کا فیصلہ وہی ہو جو تیرا ہے تو ان کے فیصلے کے طور پر اسے احسان سے قبول کر لیا کر۔ یہ بھی ایک حسن خلق کا وہی پہلو ہے جس سے ان آیات کا آغاز ہوا ہے "لنت لهم"۔ مراد یہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کا فیصلہ وہی ہو جو ان سب مشیروں کا فیصلہ تھا تو یہ کہہ کر قبول فرما لیا کر کہ ہم تمہارے مشورے کو منظور کرتے ہیں اور یہ احسان کے طور پر ہے فرض کے طور پر نہیں۔ جہاں تیرا فیصلہ الگ ہو وہاں تیرا فیصلہ چلے گا ان کے مشورے کام نہیں آئیں گے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہو گی۔

اور یہی طرز عمل ہے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا جو تمام عمر آپؐ نے اسی طرح اختیار فرمایا۔ مشورہ کیا ہر چھوٹے بڑے سے اور مشورے میں یہ بات پیش نظر رکھی کہ مشورے کی صلاحیت ہے تو اس سے مشورہ کیا جائے اور چونکہ ہر کام میں ہر شخص کو صلاحیت نہیں ہوتی اس لئے بعض مواقع پر بعض خاص لوگوں کو بلوایا، ان سے مشورہ کیا بعض کاموں پر کسی اور کو بلا لیا لیکن اس قسم کی مجلس شوریٰ جیسا کہ اب رواج ہے قانونی حساب سے اور باقاعدہ ڈیماکریسی کے طریق پر ووٹ کر کے یہ وہاں اس وقت رائج نہیں تھا۔ یہ وقت کے پھیلے ہوئے تقاضوں کے نتیجے میں بنا ہے مگر بنیادی چیز وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرز شوریٰ تھی۔

اور یاد رکھیں کہ یہ مجلس شوریٰ جو آج منعقد ہو رہی ہے پاکستان میں یہ ایک ہی مجلس شوریٰ نہیں ہے جس پر خلیفہ وقت بناء کرتا ہے یا جس سے خلیفہ وقت فائدہ اٹھاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا مشورہ شب و روز ہمیشہ جاری و ساری رہتا تھا، کوئی کام بھی آپ بغیر مشورے کے نہیں کیا کرتے تھے ہر مشورے کے بعد فیصلہ خود فرمایا کرتے تھے۔ یہی طریق اب بھی اسی طرح جاری ہے۔ آئے دن روزانہ ضرورتیں پڑتی ہیں کبھی

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY

S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey HU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

کسی کو بلا کر اس سے مشورہ کرنا پڑتا ہے کبھی کسی اور کو بلا کر اس سے مشورہ کرنا پڑتا ہے مگر خلیفہ وقت کوئی بھی فیصلہ بغیر مشورے کے نہیں کرتا مگر ہر روز مجلس شوریٰ کا انتخاب نہیں ہوتا نہ باقاعدہ رسمی طور پر کوئی اجلاس کی کارروائیاں ہوتی ہیں- پس آنحضرت ﷺ کا طریق اور سنت ہی ہے جو دراصل مجلس شوریٰ کے لئے راہنما ہے-

پس یہ خیال بھی دل سے نکال دیں کہ گویا سال میں ہماری ایک ہی مجلس شوریٰ ہوتی ہے یہ مجلس شوریٰ ایک پہلو سے تربیت کی خاطر ہے ورنہ مجلس شوریٰ کا عمل جاری و ساری ہے، مسلسل ہے اور صرف ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتی یہ مجلس شوریٰ تمام دنیا کے ممالک سے تعلق رکھتی ہے کئی دفعہ بعض مسائل میں انسان کو خط لکھنا پڑتا ہے جاپان کبھی چین کبھی امریکہ کبھی افریقہ کو یہ مسئلہ ہے بتاؤ اس سلسلے میں کیا مشورہ ہے کیا ہونا چاہئے اور چونکہ وہ ملک وہ لوگ موزوں تر ہوتے ہیں مشورے دینے میں جن کی طرف توجہ کی جاتی ہے اس لئے ان کے مشورے بہت اچھے ملتے ہیں- پھر ہر ملک کے مسائل کا تعلق کسی سال کے ایک وقت سے تو نہیں ہے آئے دن روزانہ ڈاک میں وہ راہنمائی طلب کرتے ہیں اور میں پھر ان سے مشورے مانگتا ہوں کہ پہلے اپنا تو بتاؤ کہ تمہاری کیا نیت ہے کیا سمجھتے ہو وہ سب کچھ جب میز پر رکھ دیتے ہیں جیسے انگریزی میں کہتے ہیں At The Table -جب وہ میز پر سب رکھ دیتے ہیں تو پھر میری طرف دیکھتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے علم میں تھا ہم نے پیش کر دیا اب بتائیں کیا فیصلہ ہے- اس کے نتیجے میں ایک اور بڑی عظیم برکت جماعت کو ملتی ہے وہ وحدت کی اور توحید کی برکت ہے یک جہتی کی برکت ہے ہر ملک کے فیصلے الگ الگ نہیں ہوتے الگ الگ ہونے کے باوجود ان میں ایسی یکسانیت پائی جاتی ہے ایسی یک جہتی پائی جاتی ہے جو ایک مرکزی دماغ کے بغیر ہو سکتی ہی نہیں- اگر یہ نہ ہوتا تو ساری دنیا میں جماعت کی طرز عمل مختلف ہو جاتی اور ہر ملک کی سوچ کے مطابق ایک علیحدہ سانچہ بنایا جاتا جس میں وہ جماعت ڈھلتی جو کسی ملک سے تعلق رکھتی ہو اب باوجود قومی تفریق کے، باوجود انفرادی فرق ہونے کے جو ہر فرد میں بھی واقع ہے اور قومی فرق ہونے کے باوجود جو ہر قوم میں واقع ہے جماعت احمدیہ کی وحدت بالکل ان سے متاثر نہیں ہوتی- یہ ایک ایسا عظیم الشان اعجاز ہے جو صاحب نظر کے لئے اکیلا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے-

**تمام دنیا میں احمدیت کا مزاج ایک بن رہا ہے اور اس مزاج میں نہ رنگ و نسل کا کوئی اثر ہے نہ شخصیت کا کوئی فرق ہے، وہ ایک احمدی مزاج ہے جو تقویٰ کے گرد ڈھل رہا ہے اور وحدت کے گرد ڈھل رہا ہے اس میں یکسانیت پیدا ہو رہی ہے اس میں اجتماعیت پیدا ہو رہی ہے** اور اس اجتماعیت کو پیدا کرنے کے لئے جو وقت کے نئے تقاضے پیدا ہوئے جو ہماری طاقت سے باہر تھے اللہ تعالیٰ نے اب ایم-ٹی-اے کے ذریعے وہ حل فرما دیئے اور آئندہ جب یہ ضرورتیں اور بڑھیں گی تو خدا اور نظام جاری فرما دے گا کیونکہ صرف یہی تو نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت میں ہے آئندہ زمانوں میں خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کس قسم کی ضرورتیں درپیش آئیں، کس طرح رو برو، آمنے سامنے، جگہ جگہ مشوروں کی ضرورتیں پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت نے جس نے یہ انعام ہمیں دیا ہے وہ انعام بھی عطا فرمائے گا اور جماعت احمدیہ کی آئندہ کی تمام ضرورتیں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے پوری فرمائے گا-

جب اس یقین تک پہنچتے ہیں تو "فتو کل علی اللہ" کا مضمون سمجھ آجاتا ہے، ساری کوششیں کرو مشورے کرو، فیصلہ تو نے کرنا ہے اور جب تو فیصلہ کرے گا تو چونکہ خدا کی خاطر کرے گا اس لئے فرمایا "فاذا عزمت فتو کل علی اللہ" اگر ان کی خاطر کرتا تو ان پر توکل کرنا چاہئے کہ ان پہ کیا توکل ہوگا نرم بات کریں تو آگئے ذرا مزاج کی سختی ہوئی تو بھاگ گئے- بعض تو چہرے پڑھ کے ایسی غلط غلط باتیں نکال لیتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے- ایک انسان بے چارہ اپنی سوچوں میں پڑا ہوا ہے، اپنی مصیبتوں میں مبتلا ہے، کوئی آئے دیکھے کہ یہ اس نے تو آج ہم سے بد سلوکی کا سلوک کیا آنکھ پھیر لی اور وہ اسی طرح واپس چلا جاتا ہے یہ اثر لے کر کہ اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے مگر اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کوئی شخص کیوں کسی سے کیا سلوک فرما رہا ہے-

اس لئے عزم تو کرنا ہے لیکن توکل ان پر نہیں کرنا، یہ تو الگ سوچیں لے کے آنے والے لوگ ہیں تیرے فیصلوں سے بے وجہ ناخوش بھی ہو سکتے ہیں ان پہ کیا توکل کرے گا تو- تو نے خدا کی خاطر فیصلہ کیا ہے خدا پر توکل کر اور فرمایا "فتو کل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین" یہاں آنحضرت ﷺ کے توکل کی وجہ کو نمونہ بنا کر یہ بتایا ہے کہ یہ توکل کرنے والا، ایسا توکل کرتا ہے کہ اللہ کے لئے اس سے محبت کے سوا کچھ اور چارہ ہی نہیں رہتا- جو اللہ پر ایسا توکل کرے کہ ہر دوسرے تقاضے کو بھلا دے اور توحید کامل کا نمونہ بن جائے، موحد کامل ہو جائے اور توحید کامل کا زندہ نمونہ بن جائے، ایسا شخص جب خدا پر توکل کرتا ہے تو اس کے سوا ہو کیا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے-

مگر یہ کہنے کی بجائے کہ تو توکل کر اللہ تجھ سے محبت کرے گا فرمایا ہے "ان اللہ یحب المتوکلین" اس میں ہم سب کے لئے پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی وہی توقع رکھتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے توکل کے انداز سیکھ کر متوکل بن جائیں- کیونکہ ایک متوکل خدا کو نہیں چاہئے اور صرف ایک سے محبت کا وعدہ نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے توکل کرنے والے چاہئیں اور وہ ہر ایک کو یہ خوش خبری دیتا ہے کہ تم متوکل بنو گے تو تم سے بھی خدا تعالیٰ محبت کرے گا- تو دیکھو یہ مجلس شوریٰ کا مضمون کہاں سے شروع ہو کر کہاں جا پہنچا ہے- ابھی ایک ہی آیت ہے جو میں آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور خدا تعالیٰ نے اس میں دیکھیں کیسی وسعتیں پیدا فرمائی ہیں کیسی کیسی عظیم نصیحتیں ہمارے لئے رکھ دی ہیں-

پس مجلس شوریٰ میں آپ سب اکٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کا اکٹھا ہونا مبارک فرمائے جن حالات میں پابندیوں کے ساتھ آپ مجلس شوریٰ کے تقاضے پورے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ان پر نظر ہے اور توکل کا یہ مضمون بھی پیش نظر رکھیں کہ دعا کریں تو خدا تعالیٰ ان سب روکوں کو دور فرما دے گا اور وہ خدا جس نے دور بیٹھے ہمیں اکٹھا کر دیا ہے وہ اکٹھا کر کے بھی اکٹھا کر سکتا ہے کہ ان گنت انداز ہیں رحمت کے- پس اس کی رحمت پر توکل کریں اسی سے دعائیں مانگیں اور اسی کے لئے جھکیں- اپنے اخلاق کی حفاظت کریں عارضی طور پر نہیں کسی خاص مقصد کے لئے نہیں بلکہ مستقلاً اپنے اخلاق کو آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے تابع کر لیں پھر خدا پر توکل کر کے دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ آپ کے توکل کے نتیجے میں کلیتہً آپ کے بوجھ اٹھا لیتا ہے اور توکل کا مضمون کلیتہً کے ساتھ وابستہ ہے-

توکل کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا لیکن آخری انحصار اے میرے اللہ، اے میرے مولا تجھ پر ہے، بقیہ سب چیزیں کالعدم ہو گئیں، ان کی ذات میں کچھ بھی نہیں ہیں، ان میں ناقص سوچیں بھی ہیں، ناقص خیالات بھی ہیں، بے طاقتی کے اظہار ہیں، بے بسیوں کی کیفیتیں ہیں، ان سب نے ملا کر ہمیں بنایا ہے تو ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں یا کرتے ہیں، وہ اس لئے کہ تو نے فرمایا ہے ورنہ انحصار ان پر نہیں- اس کا نام توکل ہے- سب کچھ کرو، ساری محنتیں اٹھاؤ اس راہ میں سارے دکھ سینچو لیکن توکل اللہ پر- اپنی کوششوں پر نہیں- فرمایا ان کے توکل کو خدا تعالیٰ اس طرح پورا کرتا ہے کہ محبت کے ساتھ پورا کرتا ہے کسی کا بوجھ اٹھانا ہو تو انسان ویسے بھی ذمہ داری کے خیال سے بوجھ اٹھا لیتا ہے لیکن اگر محبت سے اٹھایا جائے تو اس کی کیفیت ہی اور ہوتی ہے- بچوں کو بھی لوگ اٹھاتے ہیں لیکن اگر ان کو اٹھانے میں محبت شامل ہو جائے تو بچہ پہچانتا ہے اس کا مزہ ہی اس کو اور محسوس ہوتا ہے- عام آدمی کی گود میں بچہ کچھ اور محسوس کرتا ہے ماں کی گود میں کچھ اور محسوس کرتا ہے-

پس محبت کے مضمون نے یہ پیغام دے دیا کہ محمد رسول اللہ کی طرح اللہ پر توکل کرنا سیکھو پھر دیکھو کس طرح تمہارے سارے بوجھ بڑی محبت اور پیار سے اٹھا لیتا ہے جب خدا کا پیار نصیب ہو جائے جب اس کی محبت کی جھولی میں تم آجاؤ تو غیر کی مجال کیا ہے جو تمہیں میلی آنکھ سے دیکھ سکے تو خواہ آپ دشمنوں میں گھرے ہوئے ہوں خواہ کیسے ہی مشکل حالات میں آپ نے گزارے کرنے ہوں، یہ یاد رکھیں کہ توکل اللہ پر کریں اور دعائیں کرتے ہوئے ان تقاضوں کو پورا کریں تو کوئی دنیا کی طاقت آپ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی جس کے حق میں خدا فیصلہ کر دے کہ یہ غالب آئے گا وہ ضرور غالب آکے رہے گا- اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور مجھے بھی- السلام علیکم ورحمتہ اللہ-

---

محمد صادق جیولرز
Import Export Internationale Juwellery
Mohammad Sadiq Juweliere
آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ- ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں- عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں- نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں- پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں-
ہمارے پتہ جات:
Steindamm 48
20099 Hamburg
Tel: 040/244403
Hauptfiliale
S. Gilani
Tucholskystrasse 83
60598 Frankfurt a.m.
Tel: 069/685893
Abu Dhabi U.A.E. Tel: 009712352974 Tel: 009712221731

# دنیائے مذاہب

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

## سچی بات یہ ہے کہ کفارہ دنیا کو گناہ کی موت سے نجات نہیں دلا سکا

### سڈنی کے کیتھولک آرچ بشپ کا اعتراف

ایسٹر ۱۹۹۷ء کے موقع پر کیتھولک آرچ بشپ آف سڈنی Cardinal Edward Clancy نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ :

"Today the Christian world celebrates Jesus, s rising from death to life, thereby rescuing the world from the death of sin and disorder, and restoring it to life and sanity and salvation. To tell the truth, however, looking about us today, we see a world that would seem still to be unredeemed, rather than a world restored."
(Sydney Morning Herald, March 27, 1997.)

پادری موصوف کے بیان کا ترجمہ درج ذیل ہے :

"آج عیسائی دنیا یسوع کے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے واقعہ کو منا رہی ہے جس کا مقصد دنیا کو گناہ اور فساد کی موت سے نجات دلانا اور اسے دوبارہ زندگی، اعتدال اور نجات کی طرف لانا تھا- لیکن سچی بات یہ ہے کہ آج ہم جب اپنے اردگرد نظر دوڑاتے ہیں تو لگتا ہے کہ دنیا بجائے اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنے کے ابھی تک گناہ سے چھٹکارا نہیں پا سکی-"

آگے چل کر پادری صاحب نے کہا ہے کہ سب سے زیادہ تباہ کن گناہوں کا تعلق شادی، خاندان اور جنسی تعلقات کے امور سے ہے-

پادری صاحب نے واقعی بڑی سچی بات کہی ہے کہ عیسائی باوجود کفارہ کے عقیدہ پر ایمان لانے کے گناہوں کے ہاتھوں روحانی موت کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ عقیدہ انہیں گناہ اور فتنہ و فساد کی موت سے بچا کر زندگی بخشنے میں ناکام رہا ہے- اس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ یہ عقیدہ ہی قانون قدرت کے خلاف ہے کہ دوا تو کوئی ایک کھائے اور بیماریاں دوسروں کی ٹھیک ہو جائیں- گناہگاروں کے بدلہ کسی بے گناہ کو سزا دینا خدائی عدل اور رحم کے بھی خلاف ہے- موروثی گناہ کا وجود بھی خلاف فطرت ہے کہ گناہ تو باپ کرے اور گناہ گار اس کی ساری نسل ہو جائے جبکہ گناہ میں ارادہ اور نیت کا دخل بھی ضروری ہوتا ہے- ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ بائبل کے بیان کے مطابق آدم نے کوئی چھ ہزار سال پہلے اپنی بیوی حوا کے کہنے پر گناہ کا ارتکاب کیا تھا جبکہ جدید سائنسی انکشافات کے مطابق انسان اس سے بہت پہلے زمین پر موجود تھا- مثلاً آسٹریلیا کے Aborigines کم از کم چالیس ہزار سال سے یہاں رہ رہے ہیں اور امریکہ کے قدیم باشندے گیارہ بارہ ہزار سال سے- تو ان بے چاروں کا کیا قصور ہے وہ تو اس آدم سے بھی پہلے کے ہیں ان کو کفارہ پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے اور ان کو عیسائیت میں داخل کرنے کا کیا جواز ہے- جن کے دادا نے گناہ کیا تھا وہ جانیں اور ان کا کام جانے- لیکن بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد آدم کے لئے بھی نجات حاصل کرنے کے لئے صرف عقیدہ ہی کافی نہیں بلکہ عمل بھی ضروری ہے- (James 2:14-26) تو پھر اگر یہ درست ہے کہ بالآخر نیک اعمال سے ہی نجات ملنی ہے تو کفارہ کے عقیدہ پر ایمان لانے کا کیا فائدہ؟ اور اس میں کیا حکمت تھی کہ خدا اپنے "اکلوتے بیٹے" کو دنیا کے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر لعنتی موت مرنے اور تین دن جہنم میں گزارنے کے لئے دنیا میں بھیجتا-

ایک اور قابل غور بات یہ بھی ہے کہ اگر بالفرض یسوع مسیح کی آمد کا مقصد ہی دنیا کی نجات کے لئے اپنی جان قربان کرنا تھا تو وہ موت کے پیالہ سے بچنے کے لئے خدا کے حضور بے قراری سے دعائیں کیوں کرتے رہے (Math 26:39) اور صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانی (اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا) کی دردناک آہوں سے صلیبی موت سے بچائے جانے کی التجائیں کیوں کرتے رہے-

ہاں یہ سچ ہے کہ خدا نے اپنے پیارے رسول کی آہ وزاری کو سنا (Hebrews 5:7) اور اس کو اس صلیبی موت سے بچا لیا جو یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق لعنتی موت تھی اور خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کی سزا تھی (Deut 21:23)- اگر خدا ابتلاؤں میں اپنے پیاروں کی عاجزانہ دعاؤں کو نہ سنے تو وہ تو جیتے جی ہی مر جائیں-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو ایک بار یہ بھی فرمایا تھا کہ تم میں سے کون ہے کہ اس سے اس کا بیٹا اگر روٹی مانگے تو وہ پتھر دے اور اگر مچھلی مانگے تو وہ سانپ دے (Math 7:9-11) تو خدا جو سب سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے اس نے کیا عیسیٰؑ کو زندگی کی بھیک مانگنے پر صلیبی موت دینی تھی؟

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کے عقیدہ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں دو ہی طریق ایسے ہیں جن سے انسان گناہ یا اس کے نتائج (سزا) سے نجات پا سکتا ہے- ایک صورت تو یہ ہے کہ یہ عقیدہ جادو کا سا اثر رکھے ادھر انسان اس پر ایمان لائے اور ادھر گناہوں سے ایسا پاک صاف اور معصوم ہو جائے کہ پھر کبھی گناہ کا ارتکاب کر ہی نہ سکے- لیکن ہمارا مشاہدہ یہ بتلاتا ہے کہ کارڈینل کلینسی نے بالکل درست کہا ہے کہ عیسائی دنیا گناہوں سے نجات نہیں پا سکی-

دوسری صورت یہ ہے کہ اس عقیدہ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں انسان خواہ کتنے بھی گناہ کرے وہ بغیر کسی ندامت و پشیمانی یا توبہ و اصلاح کے گناہوں کی سزا سے نجات پا جائے لیکن یہ صورت تو گناہوں پر اور بھی دلیر کرنے والی بلکہ ان کے ارتکاب کا لائسنس دینے والی ہے- اگر یہ دوسری صورت درست ہے تو پھر گناہوں اور جرائم کے طوفانِ ضلالت پر تشویش کا اظہار بے جا ہے- نجات کا تو گویا ٹھیکہ ہو چکا ہے کیونکہ ایک معصوم گناہوں کی پیشگی سزا بھگت چکا ہے-

## زندگی

اے اسیر مشکلات پیچ و تاب زندگی
آ بتاؤں تجھ کو میں تعبیر خواب زندگی
عالم ظاہر کے پیچھے ایک عالم اور ہے
زندگی ہے درحقیقت اک نقاب زندگی
فلسفہ حائل ہے اس کی رفعت پرواز میں
عشق کے پر ہو تو اڑتا ہے عقاب زندگی
گر حریم قدس سے یہ روح نا محرم رہی
تا ابد پیچھا نہ چھوڑے گا عقاب زندگی
علم و دانش سے جمال زندگی مستور ہے
عشق پیدا کر کہ اٹھ جائے حجاب زندگی
تو نہ سمجھا ہے نہ سمجھے گا کبھی اے فلسفی
چھیڑتے ہیں کس طرح تار رباب زندگی
آگے پیچھے دوڑتے ہیں نفع و خسر و عسر و یسر
گاہ خنداں گاہ گریاں ہے سحاب زندگی
دیکھتے ہی دیکھتے ہر نقش جاتا ہے بدل
ٹوٹنے بننے میں رہتا ہے حباب زندگی
زندگانی کی حقیقت کا اگر جویا ہے تو
مکتب احمدؑ سے لے درس کتاب زندگی
زاہدا تو انتظار جنت فردا میں ہے
مل رہا ہے نقد یاں اجر و ثواب زندگی
اس کی آب و تاب سے بینا بھی نابینا ہوئے
ہائے کیا ظالم ہے یہ موج سراب زندگی
بارگاہ ایزدی میں تو اگر مقبول ہے
روح پرور کیف آور ہے شراب زندگی
خواب غفلت میں ہی اپنی عمر ساری کٹ گئی
صاف ہے اے محتسب اپنا حساب زندگی
روشنی میں تو پہنچ جا منزل مقصود تک
اے مسافر ڈھل رہا ہے آفتاب زندگی
اے ظفر اس رمز سے اکثر بشر ہیں بے خبر
طاعت و تقویٰ میں ہے حسن و شباب زندگی

(مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفر مرحومؒ)

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں- رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں-
(مینجر)

Earlsfield Properties
Landlords & Landladies
Guaranteed rent
Your properties are urgently required.
Tel : 0181-265-6000

**بقیہ دورہ ہالینڈ از صفحہ ۲**

ہاتھ میں ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو تبدیل کرنے کا فیصلہ نہ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر افریقن اپنے ملک اور اپنے عوام کو لوٹنے لگیں تو خدا کیسے ان کے حالات کو بدل دے۔ جب میں افریقہ کے دورہ پر تھا تو یہی پیغام سارے افریقہ میں وہاں کے حکمرانوں اور سیاستدانوں کو دیتا رہا۔

☆ ٹوگو کے ایک دوست کے سوال پر کہ جب احمدیوں کا کلمہ وہی ہے جو باقی مسلمانوں کا ہے تو پھر احمدیوں کا نام الگ کیوں ہے، حضور نے سائل کو سمجھایا کہ احمدیت تو اسلام کے اندر مختلف فرقوں کے آخر پر آئی ہے۔ جو دیگر فرقے تھے سنی، شیعہ، حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، دیوبندی، بریلوی وغیرہ، یہ سب اسی ایک کلمہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن دراصل اگرچہ کلمہ کا اقرار تو کرتے تھے لیکن کلمہ میں جو توحید کا سبق دیا گیا ہے اور جس کے ساتھ سچی وابستگی کے نتیجہ میں لازم ہے کہ کلمہ کے ماننے والوں میں بھی اتحاد ہو اس بنیادی سبق کو لوگوں نے فراموش کر دیا۔ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں جب کلمہ سے وابستگی میں سچائی تھی تو مسلمان متحد رہے۔ جب عملاً کلمہ پر ایمان نہ رہا تو تفریق ہونے لگی اور تشتت وافتراق بڑھ گیا اور جب یہ معاملہ حد سے بڑھ جائے تو پھر انہیں متحد کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آئے اور انہیں وحدت کی لڑی میں پروئے۔ ایسا ہی بنی اسرائیل اور یہود میں ہوا۔ جب ان میں فرقے بڑھ گئے تو آخر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بھیجا۔ تمام یہود نے ان سے اختلاف کیا لیکن انجام کار خدا کے پیغمبر کو غلبہ نصیب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے جب امت میں بگاڑ اور تفرقہ کی خبر دی اور بتایا کہ جب ایمان اٹھ جائے گا تو پھر خدا تعالیٰ مسیح کو بھیجے گا۔ انہی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور احمدیت وہ آخری نجات کا ذریعہ ہے جو مسلمانوں کو اس قعر مذلت سے نکالنے کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ جب تک خدا کا فرستادہ کسی مرتی ہوئی مذہبی جماعت کو زندہ کرنے کے لئے نہ آئے اس وقت تک وہ زندہ نہیں ہو سکتی۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح آج مسیح موعودؑ کی بعثت کے ذریعہ ۱۵۰ سے زائد ممالک میں پھیلے ہوئے احمدی جو مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہیں سبھی ایک خدا کے رنگ میں رنگین اور وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

☆ ایک صاحب نے کہا کہ احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرینگر میں فوت ہوئے۔ انہوں نے یروشلم سے سرینگر تک کا لمبا فاصلہ کیوں اور کیسے طے کیا؟

حضور انور نے عقلی اور سائنسی تجزیہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسد عنصری چوتھے آسمان پر موجود ہیں۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ کائنات کا دوسرا کنارہ دس بلین روشنی کے سالوں کے فاصلہ پر ہے۔ تعجب ہے کہ ان صاحب کو دس بلین روشنی کے سالوں کا فاصلہ طے کر کے حضرت مسیحؑ کا آسمان پر جانا تو تسلیم ہے لیکن یروشلم سے سرینگر تک کا چند ہزار میل کا فاصلہ طے کرنا ان کے لئے تعجب انگیز ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے مختلف عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ حیات مسیح کے عقیدہ کا بودا پن اور نا معقول ہونا ثابت فرمایا اور بتایا کہ مادہ روشنی کی رفتار سے زیادہ تیزی سے سفر نہیں کر سکتا۔ یہ خدا کا قانون ہے جو غیر مبدل ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر وہ کشمیر نہیں گئے تو پھر کہاں گئے۔ قرآن مجید و بائبل سے ہمیں ایسے اشارات ملتے ہیں جو حضرت مسیح کی کشمیر کی طرف ہجرت کی نشاندھی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نے کہا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جائیں گے۔ بھیڑوں سے مراد وہ اسرائیلی قبائل تھے جو جودیہ اور فلسطین کو بنوکد نصر کے حملہ کے وقت چھوڑ کر مختلف ممالک میں ہجرت کر گئے تھے۔ تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ وہ ایران، افغانستان، کشمیر وغیرہ میں آباد ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مادی جسم کے ساتھ چوتھے آسمان پر گئے تو انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح سے پہلے اسرائیل کی وہ بھیڑیں چوتھے آسمان پر گئی تھیں جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں گئے۔

☆ ایک صاحب نے کہا کہ بہت سے عیسائی ہیں جو الجیریا اور افغانستان کے مسلم بنیاد پرستوں سے خائف ہیں۔

حضور نے اس کے متعلق تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد تو قرآن کریم ہے اور یہ لوگ جو عمل کر رہے ہیں اور جو تعلیمات پھیلا رہے ہیں وہ قرآن پر مبنی نہیں۔ اگر یہ لوگ واقعی بنیاد کے متعلق فکر مند ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ قرآن مجید کی تعلیمات اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عمل کی طرف واپس لوٹیں مگر یہ لوگ اسلام کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ عالمی طور پر انسانی فطرت و ضمیر اسے رد کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کو قتل کرنا یا دہشت گردی کے ذریعہ غیر مسلموں کو تباہ و برباد کرنا یہ اسلام کی خدمت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عملاً ان لوگوں کا ٹارگٹ مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ الجیریا، مصر، سوڈان، پاکستان، افغانستان وغیرہ میں کیا ہو رہا ہے۔ مسلمان، مسلمانوں ہی کا خون بہا رہے ہیں۔

☆ ایک گھانین نے کہا کہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان جو شادیاں ہوتی ہیں وہ اکثر مسائل پر منتج ہوتی ہیں۔ اس بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض اوقات بیوی زیادہ پختہ ایمان کی ہوتی ہے اور بچے اس کے پیچھے چلتے ہیں۔ بعض اوقات خاوند مضبوط ایمان کا ہوتا ہے اور بچے بظاہر اس کے دین پر ہوتے ہیں لیکن عورت گھر میں خاوند اور اس کے مذہب کے خلاف بچوں کے کان بھرتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں وہ بچے کسی طرف کے بھی نہیں رہتے۔ بہتر یہی ہے کہ مخلوط شادیوں سے جس حد تک ممکن ہو بچا جائے۔ شادیوں کو برقرار اور مستحکم رکھنے کا اصول تو یہی ہے کہ میاں بیوی کا آپس کا دیانتدارانہ اور وفا کا تعلق ہو تو پھر مذہب یا کلچر کوئی فرق نہیں ڈالتے۔ اصل بات مرد یا عورت کے اندر کی نیکی یا برائی ہے جو شادی کو برقرار رکھتی ہے یا ختم کرتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے شادی کے معاملہ میں دین کو ترجیح دینے کی ہدایت فرمائی ہے۔ دین میں مذہب اور کردار بھی شامل ہے۔

☆ ایک عیسائی خاتون نے کہا کہ وہ تثلیث اور مسیح کی آمد ثانی پر ایمان رکھتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ نے کبھی تثلیث کی بات نہیں کی۔ عہد نامہ جدید میں کوئی ایک ایسی سطر دکھائیں جہاں حضرت مسیحؑ نے کہا ہو کہ میری عبادت کرو یا روح القدس کی عبادت کرو۔

حضور نے فرمایا کہ مسیح کی آمد ثانی بھی اسی طرح ہونی چاہئے جس طرح ایلیاہ کی آمد ثانی ہوئی تھی اور خود حضرت مسیح نے یہود کے سوال پر کہ مسیح سے پہلے ایلیاہ کی آمد مقدر تھی یہ فرمایا تھا کہ ایلیاہ تو یوحنا کی صورت میں آچکا ہے چاہو تو اسے مانو اور چاہو تو نہ مانو۔ پس مسیح کی آمد ثانی بھی اسی طرز پر ہوگی کہ ایک وجود انہی کی خو بو پر، انہی کے رنگ پر آئے گا۔

☆ ایک ڈچ خاتون نے کہا کہ احمدی مسلمان نومولود بچے کا ساتویں دن سر کیوں مونڈتے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ عیسائی راہبات، بدھ Monks، ہندو پنڈت یہ سب سر مونڈتے ہیں جو دراصل خدا کے لئے وقف ہونے کا ایک اعلان ہے۔ بچے کا سر مونڈنے میں یہ پیغام ہے کہ ہر بچے کو خدا کی رضا کے لئے وقف کرنا چاہئے۔

☆ ایک ڈچ نوجوان نے کہا کہ Absolute Justice سے آپ کی کیا مراد ہے اور کیا انسان اسے حاصل کر سکتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ عدل کو تو ہونا ہی Absolute چاہئے ورنہ وہ عدل، عدل نہیں ہوگا۔ مگر افسوس یہ ہے کہ آج کی دنیا میں انصاف کے نام پر ناانصافیاں کی جاتی ہیں چنانچہ انہیں یاد دلانے اور متنبہ کرنے کے لئے Justice کے ساتھ Absolute کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ حکومتیں اپنے مفادات کے حق میں فیصلوں کو ہی انصاف سمجھتی ہیں امریکہ کا تصور عدل عراق کے لئے مختلف ہے اور اسرائیل کے لئے مختلف۔ حضور نے فرمایا کہ حقیقی انصاف کے بغیر دنیا میں امن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ انصاف کا تصور عالمی سطح پر ہی مفقود نہیں ہو رہا، انفرادی سطح پر بھی عدل معدوم ہو رہا ہے۔ خود غرضیاں اتنی عام ہو گئی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ لوگ حقیقی عدل کو حاصل نہیں کر سکیں گے تاہم میری کوشش اور دعا ہے کہ اس تباہی سے پہلے جو انسانیت کی گھات میں ہے لوگ انصاف کی طرف لوٹ آئیں تاکہ اس سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ میری رفتار تھوڑی ہے اور دنیا تیزی سے اس تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے۔

☆ ایک تیونسی عرب نوجوان کے سوال کے جواب میں کہ کیا مسلمانوں کا اپنی سیاسی زندگی کے لئے خلافت کے علاوہ کوئی اور نظام اختیار کرنا جائز ہے؟ حضور نے فرمایا کہ خلافت سیاسی نظام نہیں ہے۔ قرآن مجید نے ملوکیت اور ڈیماکریسی کا بھی ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید ہر قسم کے نظام حکومت کو قبول کرتا ہے اگر وہ انصاف کے ساتھ فیصلے کرنے والا ہے۔ حضور نے آیت کریمہ "ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا ......الخ" کے حوالہ سے اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ شریعت لوگوں پر سیاسی طور پر نافذ کی جائے بلکہ امور حکومت میں انصاف کو اہمیت حاصل ہے۔

☆ سوڈان اور الجیریا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس حوالہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک یہ جہاد ہے یا جرم؟

حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید نے جہاد کی جو تعریف فرمائی ہے اور سورۃ الحج میں اس کا ذکر ہے، ان لوگوں کا عمل اس سے متصادم ہے۔

☆ ایک سوال کیا گیا کہ کیا آج کے عیسائی وہی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا وہ بدل گئے ہیں؟

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام عیسائیوں پر نظر ہے چنانچہ قرآن مجید ہر قسم کے عیسائیوں کا ذکر فرماتا ہے۔ وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا کا بیٹا بنا لیا۔ ان کا بھی ذکر ہے جن کے جسم خدا کے نام پر لرز جاتے ہیں اور جب خدا کی آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑتے ہیں۔

☆ ایک خاتون نے پوچھا کہ کیا احمدی عورتیں کوئی پروفیشن اپنا سکتی ہیں اور کیا وہ عہدیدار بن سکتی ہیں؟

حضور نے اس سوال کے جواب میں بتایا کہ اسلام میں عورتوں کو ملک کی سیاسی زندگی یا انسانی زندگی کی دیگر دلچسپیوں میں حصہ لینے سے منع نہیں کیا گیا لیکن مذہبی لیڈر شپ صرف مردوں کے سپرد کی گئی ہے اور اس کی بعض وجوہات ہیں۔ لیکن جہاں تک عورتوں کے مقام و مرتبہ کا تعلق ہے خدا کے ہاں عورتوں کا بڑا مقام ہے لیکن جسمانی ساخت اور خلقت میں فرق کی وجہ سے انہیں بعض مذہبی ذمہ داریوں سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احمدی عورتوں کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی اجازت ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، صرف پابندی یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت و پاکیزگی کی حفاظت کریں۔

☆ مکاشفہ یوحنا کے متعلق ایک سوال پر حضور انور نے اس بارہ میں تفصیل سے اپنی تحقیقات پیش کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مکاشفہ حضرت یحیٰ علیہ السلام کا ہے اور آنحضرت ﷺ کے وجود میں یہ مکاشفہ حیرت انگیز طور پر پورا ہوا ہے۔

**اختتامی خطاب**: ۴ مئی بروز اتوار بیت النور میں جلسہ کے اختتامی اجلاس کا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی زیر صدارت قریباً ساڑھے بارہ بجے ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور اس کے اردو ترجمہ کے بعد جو مکرم کوثر احمد صاحب بنگالی نے کی مکرم افتخار نذر صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ حضور نے ان کی خوش الحانی کی تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ایسے پروگرام بنائیں کہ جس میں شعر پڑھے جائیں تو اس میں ان شعروں کا مفہوم پہلے اچھی طرح سمجھا دیا جائے تاکہ لوگ جب سنیں تو پھر ان کے معانی میں ڈوب کر اس کو سمجھ سکیں۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے اختتامی خطاب فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ ہالینڈ کا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ حضور نے اختتامی اجلاس کے آغاز میں پڑھی جانے والی آیات قرآنیہ (سورہ الرعد آیات ۲۰ تا ۲۷) کو ہی خطاب کا موضوع بناتے ہوئے ان کی مختصر تفسیر بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں بہت گہری حکمت کی باتیں ہیں جو انسانی زندگی کو ایسا واضح لائحہ عمل دکھاتی ہیں جن پر چلتے ہوئے انسان اپنی عاقبت کی زندگی کو سنوارتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'جو شخص جانتا ہے کہ جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے وہ بالکل حق ہے، کیا وہ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔' حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ 'اعمیٰ' (اندھے) قرار دیتا ہے، ان کا عمل، روزمرہ کی زندگی ایسے حال میں چلتی ہے جو اندھوں کا حال ہے۔ اپنے اعمال کی پہچان بصیرت کی پہلی شناخت ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اترنے والے کلام کو حق ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے اعمال میں نمایاں فرق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو دیکھتا ہے وہ سب سے پہلے خود کو دیکھتا ہے اور اس کو دیکھتے ہوئے انسان گناہ نہیں کر سکتا۔ پھر جو خدا کو دیکھ رہا ہے اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ اپنی زندگی کو ایسا بنائے اور اس طرح گزارے کہ وہ خدا کی نظر میں ہے۔ اس کے بعد کی آیات میں اللہ تعالیٰ وہ صفات بیان فرماتا ہے جو واقعتہً دیکھنے والوں کی زندگی کا نمونہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک زندہ خدا سے عہد کرتے ہیں اور وہ میثاق باندھتے ہیں جو شریعت کا میثاق ہے اور پھر وہ خدا کے عہد کو توڑا نہیں کرتے۔ میثاق عمومی طور پر شریعت کے قانون کو کہا جاتا ہے جو کسی نبی پر نازل ہو اور عہد بہت سے وقتوں کے، زمانوں کے عہد ہیں جو میثاق کے علاوہ بھی زائد ضرورتوں کے وقت لئے جاتے ہیں جیسے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد لیا ہے۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ لوگ ان باتوں کو جوڑتے ہیں جن کو جوڑنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ان باتوں میں صلہ رحمی ہے، ماں باپ، بہن بھائیوں، اولاد، ہمسایہ اور معاشرہ کے حقوق، انسانی سوسائٹی کے حقوق ہیں۔ان کو جوڑنے کا حکم ہے یعنی اگر ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو آپ کے ان سے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں۔صلہ رحمی سے شروع ہو کر "یصلون" کا مضمون تمام بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی تک جاتا ہے۔بین الاقوامی وحدت جو حضرت محمدؐ رسول اللہ کی بعثت کی اعلیٰ غرض ہے وہ کیسے پوری ہو سکتی ہے اگر تمام بنی نوع انسان کے حقوق ادا نہ ہوں۔

پھر فرمایا ہے کہ 'وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں' یعنی تعلقات کے قائم رکھنے میں محض انسانی ہمدردی کے اصولوں کے پیش نظر ایسا نہیں کرتے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں اور ڈرتے وقت اس کی پکڑ پر نظر رکھتے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ ہر وقت خدا کی نظر میں رہنا اور اپنی خواہشات کی گردن پر چھریاں پھیرنا بڑا مشکل کام ہے مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے رب کا پیار پانے کی خاطر، اس کی توجہ کی نظر کی خاطر ان باتوں سے صبر کر جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جو اس کے پیار کی نظر پڑتی ہے وہ ان کے سارے دکھ دور کر دیتی ہے۔جو خدا کو دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے اس کے لئے اس دنیا میں بھی جزا ہے۔جب صبر کے ساتھ ان کو جزا نصیب ہوتی ہے تو بدیوں سے دل ہٹ جاتا ہے اور خدا کی طرف ایک مثبت حرکت شروع ہوتی ہے۔چنانچہ فرمایا کہ وہ نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے "سرا و علانیة" خرچ کرتے ہیں۔وہ حسن کو پہچان کر اس کے ذریعہ برائیوں کو دور کرتے ہیں۔

حضور نے ان آیات کی نہایت ہی دلنشیں پر معارف تشریح کرتے ہوئے انکے مضامین کو سمجھا کر مثالوں سے واضح فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے والدین، ازواج، اور ذریات بھی جنت میں تمہارے ساتھ ہوں تو ان کی اصلاح اور نیکی کی کوششوں سے غافل نہ ہونا۔خطاب کے آخر پر حضور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھ کر ان آیات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔بعد ازاں حضور نے ہاتھ اٹھا کر اختتامی دعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

آج سہ پہر بھی حضور چند خدام کے ہمراہ سائیکلنگ پر تشریف لے گئے۔

**مجلس عرفان**: شام پونے نو بجے بیت النور میں اردو میں مجلس عرفان ہوئی۔چند اہم سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں :

☆ ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا ستاروں کی کوئی تاثیر روزمرہ زندگی پر ہوتی ہے ؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کا اثر نہ پڑ رہا ہو۔اس مجموعی اثر کے نتیجہ میں انسان اپنے درجہ عروج کو پہنچا ہے۔مگر یہ کہنا کہ کسی ستارے کے اثر کے نتیجے میں کسی کی قسمت بدل گئی وغیرہ یہ جھوٹ ہے۔

☆ ایک صاحب نے کہا کہ پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف صاحب نے قرض اتارو سکیم کے تحت غیر ملکوں میں آباد افراد کو ملک کے لئے سرمایہ دینے کی تحریک کی ہے۔اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور نے سائل سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس اتنے پیسے ہیں کہ اس سکیم میں دے سکیں۔اس نے کہا کہ کچھ گنجائش نکال رہا ہوں۔حضور نے فرمایا کہ ایک نواز شریف صاحب نے قرض مانگا ہے جس میں سودی شرائط کے ساتھ واپسی کا اعلان کیا ہے دوسرے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسنا فیضا عفه له ......الخ"۔کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تاکہ وہ اسے بڑھا کر واپس کرے۔حضور نے فرمایا کہ اب آپ کے لئے چوائس (Choice) ہے کہ خدا کو قرض دیں یا نواز شریف صاحب کو۔

☆ ایک دوست نے کہا کہ اس کے ایک ڈچ استاد نے کہا ہے کہ اگر خدا انصاف کرتا ہے تو پھر وہ کیوں معاف کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ اس سے یہ پوچھیں کہ کیا تم نے کبھی کسی کو معاف کیا ہے یا نہیں ؟ اگر وہ کہے کہ کیا ہے تو اس سے کہیں کیا تم غیر منصف ہو، تم انصاف نہیں کرتے ؟۔تب اسے اپنی فطرت کے حوالہ سے پتہ چلے گا کہ انسان دوسرے کو اپنے قصور معاف کر سکتا ہے۔تمہارا کوئی نقصان کرے تو تمہیں اسے سزا دینے کا حق ہے لیکن چاہو تو معاف بھی کر سکتے ہو۔لیکن ہمسایہ کا کوئی نقصان کر دے تو آپ کو معاف کرنے کا حق نہیں ہے۔انسان صرف اپنے قصور معاف کر سکتا ہے۔ہم خدا کو صرف انصاف کرنے والا ہی نہیں بلکہ مالک بھی مانتے ہیں۔چنانچہ وہ جس کو چاہے اس کی لغزش یا گناہ پر سزا دے اور جس کو جب چاہے معاف کر دے۔

☆ سائل نے اسی استاد کا یہ سوال بھی پیش کیا کہ اسلام نے عورت کا ورثہ میں مرد سے آدھا حق کیوں رکھا ہے ؟

حضور انور نے فرمایا کہ اسے کہیں کہ تمہارے مذہب نے تو آدھا بھی نہیں رکھا بلکہ آج سے ایک صدی قبل تک یورپ میں بھی یہ حق نہیں تھا اور ۱۴۰۰ سال قبل قرآن مجید نے عورتوں کو یہ حق دیا اور تم اس پر اعتراض کرتے ہو۔پھر حضور نے عورتوں کا مردوں کی نسبت نصف حق رکھنے کی حکمت بیان فرمائی اور بتایا کہ اسلامی نظام میں گھر کو چلانے اور اخراجات مہیا کرنے کی ذمہ داری عورت پر نہیں بلکہ مرد پر ڈالی گئی ہے۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا کہ ان کی ایک دوست کو گردے کی تکلیف ہے اور یہ بیماری ورثہ میں ان کے بچوں میں بھی چل رہی ہے، کیا موروثی بیماری کا ہومیوپیتھک میں کوئی علاج ہے ؟

حضور انور نے فرمایا کہ ہومیوپیتھی میں بعض ایسی ادویہ ہیں جو بنیادی خلیوں میں موجود بیماریوں میں کام کرتی ہیں مگر ابھی تک اکثر ہومیوپیتھ ڈاکٹروں کو اس کا تجربہ نہیں ہوا۔لیکن جن کو تجربہ ہو گیا ہے وہاں فائدہ دکھائی دیا ہے۔حضور نے بتایا کہ بعض خاندانوں میں موروثی طور پر قد چھوٹے رہتے تھے ان کے بچوں کا ہومیو علاج کیا تو خدا کے فضل سے غیر معمولی فرق پڑا۔حضور نے فرمایا کہ میں یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ملکہ دیا ہے کہ ایسی بیماریوں کا علاج کر سکوں بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ امید کا دروازہ بند نہیں کرنا چاہئے۔ایسے معاملات جن میں موروثی بیماری کا خطرہ ہو یا ثابت ہو چکا ہو ان کا علاج ضرور کرنا چاہئے۔نہ یہ تعلّی جائز ہے کہ ٹھیک ہو جائے گا اور نہ ہی ناامید ہونا چاہئے کہ کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

☆ اسلامی حکومتوں میں بیوہ کا کیا مقام ہے ؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے حوالے سے فرمایا کہ اسلام میں بیواؤں کے حقوق مقرر کر دیئے گئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے بار بار ان حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔لیکن جہاں تک آج کی اسلامی حکومتوں کا تعلق ہے تو وہ تو اپنے روزمرہ کے بھوک سے مرنے والوں کی دیکھ بھال بھی نہیں کر سکتیں تو انہوں نے بیواؤں کے حقوق کی خصوصی دیکھ بھال کیا کرنی ہے۔

☆ ایک سوال تھا کہ اگر خدا انصاف کرنے والا ہے تو افریقہ میں جو بچے بھوک سے مر رہے ہیں ان کا خیال کیوں نہیں رکھتا؟

حضور نے فرمایا کہ اس سوال کا مختلف پہلوؤں سے تفصیلی جواب ضروری ہے۔حضور نے بتایا کہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس کا تفصیلی جواب موجود ہے۔یہ کتاب انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگی۔مگر اصولی طور پر مختصر جواب یہ ہے کہ یہ حالات مغربی قوموں کی بے حسی کا نتیجہ ہیں کہ افریقہ کے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ان لوگوں کو کئی سال پہلے حالات کا اندازہ ہوتا ہے مگر امیر قومیں اپنے فرض کو ادا نہیں کرتیں۔زائر کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہاں جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس کا سو فیصد ذمہ دار امریکہ ہے۔پہلے اپنے مطلب کی خاطر، اپنے مقاصد کیلئے وہاں بادشاہ کو ہر قسم کے ظلم کی چھٹی دیئے رکھی اور اب یہ دکھاوا کر رہے ہیں کہ گویا امریکہ ان مرتے ہوئے لوگوں کو بچا رہا ہے۔

اس پر ایک دوست نے کہا کہ مغرب کو ہی ہمیشہ الزام کیوں دیا جاتا ہے جبکہ سعودی عرب کے پاس دولت کے انبار ہیں۔حضور نے فرمایا کہ جو دولت عربوں کے پاس جمع ہے ان عربوں کو غلط سہارا دینے والا کون ہے ؟ امریکہ ہے۔اس کا مقصد ہے کہ ان کی دولت امریکہ کے فائدہ کے لئے استعمال ہو اور عرب اپنی مرضی سے آزادی سے جہاں چاہیں یہ رقم استعمال نہ کر سکیں۔اس پر امریکہ کا اتنا کنٹرول ہے کہ خلیج کی جنگ میں یہ معاملہ کھل کر سامنے آیا جب انہوں نے سعودی عرب سے جنگ کے خرچ کا مطالبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہارے بینکوں میں ہماری دولت جمع ہے وہاں سے لے لو تو انہوں نے کہا کہ وہ تو پہلے ہی اہم جگہوں پر ہم invest کر چکے ہیں۔اس لئے تم ہم سے بھاری سود پر قرضہ لے کر پھر یہ خرچ ادا کرو اور وہ عربوں کی دولت وسطی اور جنوبی امریکہ کے ممالک میں ایسی جگہوں پر لگائی گئی ہے کہ وہاں سے اس کی واپسی کے دور کے بھی امکانات نہیں ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سعودی عرب کے کردار پر میں تنقید کرتا رہتا ہوں لیکن جہاں مثلاً زائر وغیرہ کے معاملات میں سعودی عرب کا دخل نہیں وہاں میں اسے کیسے ملزم کر سکتا ہوں۔حضور نے تبت کے معاملہ میں بھی امریکہ کے کردار پر تنقید فرمائی۔حضور نے فرمایا کہ میں پاکستان اور دوسرے مشرقی ممالک پر بھی جہاں ضروری ہو تنقید کرتا ہوں۔اس میں مشرق یا مغرب کی بحث نہیں۔میں جو بات کرتا ہوں اس میں کسی قوم کے رنگ، نسل کا کوئی ذرہ بھی شائبہ نہیں ہوتا۔میں تو حق بات کہنے کے لئے قائم کیا گیا ہوں اور اس سے ذرہ بھی گریز نہیں کروں گا خواہ کوئی پسند کرے یا نہ کرے۔

یہ مجلس ایک گھنٹہ سے زائد وقت تک جاری رہی۔

۵ مئی کو صبح ۸ بجے حضور ایدہ اللہ مع افراد قافلہ نن سپیت سے برطانیہ کے لئے روانہ ہوئے اور اسی شام نو بجے بخیر و عافیت مسجد فضل لندن میں ورود فرما ہوئے۔

(رپورٹ : ابو لبیب)

---

**بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ اول**

میں مبتلا ہونے کا خدشہ باقی رہتا ہے۔حضور نے فرمایا کہ متطھر میں یہ مضمون ہے کہ توبہ کرتے ہی نیکی کی حرص لگ جائے اور پاک ہونے کی بے قرار تمنا دل میں پیدا ہو جائے۔ایسے پاک ہونے کی تمنا رکھنے والوں سے اللہ محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ محبت رکھے اسے وہ ضائع نہیں ہونے دیتا۔حضور نے فرمایا کہ سچی توبہ سے پہلے ایک بیداری کا دن ہے۔اپنی اندرونی شخصیت کی آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ اس کے اندر کیا بس رہا ہے اور جب آپ آنکھیں کھولیں گے تو آپ کہیں اپنے آپ کو دنیا کا حریص پائیں گے۔بعض اپنے آپ کو خدا کی راہ میں مالی قربانیوں سے بے خبر اور بعض اپنے آپ کو عبادتوں میں غافل پائیں گے اور بعض اور کئی قسم کی بد اخلاقیوں میں مبتلا پائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ بد خلقی ایک ایسا مضمون ہے جو روزمرہ کے معاملات میں انسان کو درپیش رہتا ہے اور اسے احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کتنے بڑے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔جب تک انسان کا خلق اچھا نہیں ہوتا وہ باخدا انسان بن ہی نہیں سکتا۔اخلاق کا تعلق اس بات سے ہے کہ آپ کے عزیز و اقارب، دوست احباب سے تعلق اس طرح ہو کہ وہ آپ سے پوری طرح امن کی حالت میں رہیں، کسی کو یہ خطرہ نہ ہو کہ یہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ رہا ہے تو اس کی نظر میرے مال، جائیداد یا میرے بعض حقوق پر ہے۔یہ سب سے ادنیٰ اور گری ہوئی بات ہے کہ انسان اپنے تعلقات کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرے۔حضور نے فرمایا کہ اخلاق، باخدا ہونے کے لئے بنیادی شرط ہے اور جو باخدا ہو وہ لازماً با اخلاق بن جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ متطھرین وہ ہیں جو ہر عیب سے ہمہ وقت پاک ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ خدا کے قریب ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا ہر عیب سے پاک ہے۔جو متطھر ہے وہ خدا کی صفات کو اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔یہ ناممکن ہے کہ وہ اللہ کی صفات اپنا کر دنیا کی طرف لوٹے اور بد اخلاق ہو۔حضور نے فرمایا کہ ہم ایسی صدی میں داخل ہو رہے ہیں جب ہم پر پہلے سے کئی گنا زیادہ ذمہ داریاں ڈالی جائیں گی۔ہر صدی کے آغاز پر خدا نے ایک انقلاب مقرر کر رکھا ہے۔حضور نے فرمایا کہ اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ اس صدی کے اختتام تک نئی آنے والی ذمہ داریوں کے ادا کرنے کے اہل ہو چکے ہوں گے۔حضور نے فرمایا کہ مسیح محمدی کا کام سارے جہان پر پھیلا ہوا ہے۔ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو اللہ کے دین کے انصار میں سے بنانا چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ توبہ کرے اور اپنی پہلی زندگی سے مونہہ موڑے اور یہ تب ممکن ہے کہ وہ پاک ہونا چاہے اور پاک ہونے کی خواہش دل میں پیدا ہو جائے۔اللہ کی محبت جس قوم کو نصیب ہو جائے اس کی فتح ہی فتح ہے۔حضور نے فرمایا کہ جب میں مسلسل توبہ کا مضمون سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں تو میں جانتا ہوں کہ یہ مضمون ایسا ہے جو آسانی سے دل تک نہیں پہنچا کرتا اس لئے دعائیں کریں اور اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(دوسری قسط)

# مجلس سوال وجواب

مجلس سوال وجواب منعقدہ ۳ جنوری ۱۹۹۷ء کی مکمل روداد ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے کیسٹ سے مرتب کیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔
ملاقات کی یہ مجلس چونکہ نئے سال کی پہلی مجلس تھی اس پروگرام میں شریک ہونے والوں اور ناظرین کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی گئی۔ اس کے بعد سوال وجواب کا دلچسپ سلسلہ شروع ہوا۔ (ادارہ)

## روح کی آخری منزل کا تصور

اس سوال پر کہ روحیں جب ترقی کرتی ہوئی اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہیں تو کیا وہ اسی حالت میں دائمی طور پر رہیں گی یا آخر میں فنا ہو جائیں گی۔ حضور نے دریافت فرمایا روحوں کی ترقی کی وہ کون سی حالت ہے جس کو آپ آخری سمجھتے ہیں۔ سائل نے عرض کیا روحوں کی آخری سٹیج۔ حضور انور نے پھر دریافت فرمایا آپ بتائیں تو سہی وہ آخری سٹیج کون سی ہے۔ وہ کیا سٹیج ہے جو آپ نے معین کی ہوئی ہے تبھی تو آپ نے سوال کیا ہے۔ سائل نے عرض کیا کہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اکیلا ہے تو کیا روحیں جب آخری سٹیج پر پہنچ جائیں گی تو فنا ہو جائیں گی اور صرف اللہ تعالیٰ باقی رہ جائے گا یا وہ بھی شامل ہو جائیں گی۔ سائل نے کہا یہ کیسے ہوگا۔ حضور نے فرمایا آپ یہ جو کہتے ہیں اور آخری سٹیج پر پہنچ کر روح کی کیا حالت ہوگی اس کی مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ روح کی ترقی کس سمت میں ہے۔ اللہ کی طرف ہے یا کسی اور سمت میں ہے۔ سائل نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف۔ حضور نے فرمایا اللہ کی کوئی آخری سٹیج ہے ہی نہیں تو روحوں کی آخری سٹیج کہاں سے آجائے گی۔ سائل نے کہا تو کیا پھر وہ دائمی رہیں گی۔ حضور نے فرمایا دائمی ترقی کریں گی ایک اعلیٰ وجود کی طرف جو لامتناہی ہے۔ اس کے دونوں کنارے زمانہ کے لحاظ سے بھی لامتناہی ہیں۔ ازل اور ابد ان دونوں کا کوئی کنارہ نہیں ہے اس لئے صفات لطیف در لطیف ہوتی چلی جاتی ہیں اور باریک در باریک مضامین اپنے اندر رکھتی ہیں جب تک انسان کا تصور وہاں تک نہ پہنچے وہ آنکھوں کے سامنے نہیں کھلتیں اس لئے کوئی شخص بھی یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میں درجہ کمال تک پہنچ گیا ہوں۔ اور آخری منزل کا جو تصور ہے یہ محض ایک فلسفیانہ چونچلا ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک صوفی منش انسان جو سمجھتا تھا کہ میں بہت ہی پہنچا ہوا ہوں اور کسی کو میرے سامنے ٹھہرنے کی توفیق نہیں ملتی، وہ قادیان پہنچ گیا اور حضرت مصلح موعودؓ اس وقت سوال وجواب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے آتے ہی یہ سوال کیا کہ مجھے یہ بتایا جائے کہ ایک شخص اگر کسی کشتی میں سفر کر رہا ہو اور لمبا سفر ہو مگر آخر کنارہ آجائے اور جب کنارہ آجائے تو پھر بھی اس میں بیٹھا رہے تو آپ اسے کیا کہیں گے عقلمند کہیں گے یا پاگل کہیں گے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ اگر ایسے سمندر میں سفر کر رہا ہو جس کا کوئی کنارہ نہ ہو تو وہ جہاں اترے گا وہیں ڈوبے گا خواہ کتنا لمبا سفر کر لیا ہو وہیں غرق ہو جائے گا۔ وہ ایسا خاموش ہوا کہ پھر اگلا سوال نہیں کر سکا........۔

## وصیت کے بارہ میں اسلامی تعلیم

اس سوال پر کہ انسان کی اپنی زندگی میں وصیت لکھنے کے بارہ میں قرآن کریم کی کیا تعلیم ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تو ایک عام بات ہے اس کے متعلق پوچھنے والی کوئی بات نہیں ہے۔ قرآن کریم میں وصیت لکھنے کے بارہ میں بڑی تاکید آئی ہے۔ البتہ اس تعلق میں پیدا ہونے والے سوال اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کر سکتے ہیں، وصیت لکھنے کے متعلق تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے۔ سائل نے عرض کیا اگر کوئی وصیت کرنے والا ایسی وصیت لکھ جائے جس میں قرآن کریم کی ترکہ کے متعلق ہدایات سے کسی حد تک انحراف ہو تو کیا ہو بہو اس کی وصیت پر عمل کیا جائے گا یا نہیں۔ حضور نے فرمایا یہ جو بحث ہے اس میں میری فکر میں اور مسلمہ علماء کی جو فکر ہے اس میں اختلاف ہے۔ علماء کے نزدیک اس بارہ میں پہلے تو یہ اختلاف پیدا ہوا کہ ناسخ و منسوخ کا تعلق ان باتوں سے ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وصیت لکھنے کا یہ حکم اور اس پر عمل درآمد کرنے کا یہ حکم اس وقت تھا جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے وصیت کے بارہ میں واضح قطعی احکامات جاری نہیں فرمائے تھے۔ جب جاری فرما دئے تو ایسے احکامات نے اس حکم کو عملاً منسوخ کر دیا کہ اب تمہیں وصیت کا اختیار نہیں جب ہم نے وصیت کر دی تو اب وہی قابل عمل ہوگی اور بعض دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ مراد نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اس کے مطابق وصیت لکھو جو ہم نے کہہ دیا ہے اور اگر نہ بھی لکھو گے تو قضا عمل کروا دے گی۔ اب اس میں تضاد ہے۔ یہ کوئی زبردستی معلوم ہوتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے عمل کروانا ہی تھا تو پھر لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن نے لکھ دی اور قضا نے عمل کروا دیا۔ اس کے جواب میں وہ کہتے ہیں کہ اس سے یہ مراد ہے کہ صرف ۱/۳ کا لکھو۔ اسی لئے ۱/۳ پر ان کا اصرار ہے۔ ۱/۳ تک کی وصیت کر سکتے ہو اس سے زیادہ کی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جب زیادہ کی وصیت کرے گا تو گویا اس میں دخل انداز ہو جائے گا۔

پس اب سوال یہ ہے کہ یہ جو بحث چلی ہے کہ ۱/۳ تک کی وصیت کر سکتا ہے اور بعد میں قضا کروا سکتی ہے اس میں کہیں قرآن کریم کے احکامات کو سمجھنے میں غلطی تو نہیں لگی۔ ایک اور امکان ہے کہ قرآن کریم عالمی تحریک ہونے کی وجہ سے صرف مسلمان ممالک ہی کو پیش نظر نہیں رکھتا بلکہ سارے عالم کو ہر ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ تعلیم کہ تم یہ وصیت لکھو یہ ان معنوں میں نہیں ہے کہ قانون کے لحاظ سے تم مجبور ہو۔ اللہ کے منشاء کا علم تم نے پالیا۔ اگر وصیت نہیں لکھو گے تو خدا کے حضور جوابدہ ہو گے ورنہ دنیا میں تمہاری ملکیت کا جو حق ہے وہ جاری رہے گا۔ یہ تنبیہ ہے جو مجھے معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے میں ابھی تک علماء سے ان کے دلائل سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرے نزدیک کسی کو زندگی میں ملکیت کا جو حق بخشا گیا ہے اگر وہ نہ لکھ کر مرے تو پھر مسلمان ہونے کی صورت میں قضا کا فرض ہے کہ وہ قرآنی احکامات کے مطابق اسے جاری کر دے لیکن لکھنے کا حکم تاکیدی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ مختلف ممالک کے قوانین مختلف ہوتے ہیں اور یورپ میں اب ایسے قوانین ہیں کہ باقی بچوں کے حقوق، بھائیوں کے حقوق، بہنوں کے حقوق کو کلیۃً نظر انداز کر کے میاں بیوی میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کے بعد چھٹی ہو جاتی ہے۔

## قرآن اور حدیث کے مضامین میں تطبیق کی اصولی ہدایت

پس وصیت کا لکھنا انسان کے اپنے مفاد میں بھی ہے۔ اگر وہ ایمان رکھتا ہے۔ اور اگر ایمان نہیں رکھتا تو اس کا یہ فعل ثابت کر دے گا کہ اس نے محض زبانی قرآن کریم کی صداقت کا اقرار کیا تھا ورنہ جہاں قانون نے اس کے حق میں فیصلے کروائے وہاں چپ کر کے ان کے فیصلوں کو مان گیا ہے تو اس لئے لکھنے کی تاکید ایک عالمی حیثیت کی تاکید ہے۔ نمبر دو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر وہ لکھ دیتا ہے اسی وصیت کو تو اس کے ساتھ ۱/۳ کا حق اگر ۱/۳ تک کی وصیت ہے تو اس کے متعلق بھی کچھ کہے گا تو لکھنے کا عمل سب وصیت پر ہے نہ کہ ۱/۳ پر اور حق بھی ہے فرض بھی ہے تاکہ غیر ملکی قوانین یا غیر اسلامی قوانین کی تصحیح کا ایک ہی طریقہ ہے کہ مرنے والے کی ملکیت کے حق کو تسلیم کیا جائے اور وہ ان سب ملکوں میں یہاں تک مسلمہ ہے کہ اگر وہ اپنی ساری جائیداد بھی کسی اور کو لکھوا دے اور زندگی میں دے دے تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔

سوال کرنے والے دوست نے عرض کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ اگر وہ لکھ جائے تو اسی کو Follow کیا جائے یا پھر اس میں کوئی رد و بدل بھی ہو سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا اب اگلی بات میں بتاتا ہوں جب اس کو اختیار دیا ہے اور اس کے اختیار سے پہلے اس کو ہدایت کر دی ہے تو میرے نزدیک وہ مجرم بنے گا لیکن قانون اس میں دخل نہیں دے گا کیونکہ اگر قانون دخل دے سکتا ہے تو پھر لکھنے کی ضرورت کوئی نہیں، لکھا ہوا موجود ہے۔ اس لئے اس کو انذار ہے ہم نے تمہیں عارضی طور پر حق ملکیت دیا تھا جب تک تم زندہ ہو حق ملکیت کا اختیار بھی تمہارے پاس ہے یہاں تک کہ ہم نے سب سمجھا دیا ہے پھر بھی اگر تم اس سے گریز کرو گے تو ہمارے سامنے جوابدہ ہو گے۔ اگرچہ تمہاری ملکیت کا حق بغیر چیلنج کے چلا جائے گا۔ اگر یہ تسلیم نہ کیا جائے تو اس کے نتیجہ میں عجیب و غریب صورتیں اٹھتی ہیں یعنی بارہا علماء یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اگر زندگی میں اس کے ورثاء نے اس کو اجازت دے دی ہو تو پھر وہ یہ کرے حالانکہ دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زندگی میں اپنے مال پر اس کو تصرف کرنے کا پورا حق ہے۔ اگر پورے تصرف کا حق ہے، اجازت ہے تو بقیہ میں ہونی چاہئے جو بچ جائے تو پھر وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندگی میں تو وہ دخل نہیں دے سکتے مرنے کے بعد جو بچے گا اس کے متعلق اسے اجازت دے۔ اجازت دینے کی کیا ضرورت ہے، پہلے بانٹ کیوں نہ دے جب وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اور پھر اس اعتراض سے بچنے کے لئے کہتے ہیں پھر ان کو حق ہے کہ وہ مقدمہ کریں کہ اس نے ہمیں محروم کرنے کی نیت سے بانٹا ہے۔ اب یہ اینچ پینچ ہوتا چلا جاتا ہے اور قرآن کریم کے واضح احکامات کے دائرے سے نکلنے کے بعد پھر ان کو یہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ علماء نے عجیب ایک نیا طریقہ اختیار کر لیا کہ قرآن کریم کی زبان کو عملاً دل سے ناکافی سمجھ رہے ہیں اس لئے ایک حدیث کو پکڑتے ہیں جو بعض دفعہ ایک ہی شخص کی بیان کردہ حدیث ہوتی ہے جو تمام دنیا کی جائیداد کی ملکیتوں اور آئندہ زمانے کی ملکیتوں سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں اس امکان کو نہیں لیتے کہ اس شخص سے وہ خاص حکم تھا۔ نصیحتی حکم تھا یا قضائی حکم تھا اور سارے راوی اتنے قابل اعتماد جیسے قرآن کریم قابل اعتماد ہے۔ اس لئے ایسے چکر میں پڑ جاتے ہیں کہ فلاں حدیث آگئی بس اب قرآن کو اس کے مطابق موڑو توڑو، جو مرضی ہے کر لو یعنی بظاہر دعویٰ یہ ہے کہ ہم اہل حدیث نہیں ہیں مگر فقہ میں حدیث کے اوپر اتنا زیادہ عمل شروع ہو گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں عملاً قرآن کی زبان کی فصاحت وبلاغت پر حرف ڈال کر پھر حدیث پر جانا پڑتا ہے۔ میرے نزدیک قرآن کریم نے ورثہ کے جو احکامات دئے ہیں وہ اتنے کامل ہیں کہ اگر ایک بھی حدیث نہ ہوتی تو وہ ہمارے لئے اپنے مضمون کو ظاہر کرنے کے لئے کافی تھے کیونکہ قانون میں یقینی ہونا ایک لازمی شرط ہے ورنہ قانون بنتا ہی نہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے مضمون کو سمجھ کر اس دائرہ میں حدیث جو تشریح کرتی ہے وہ لازم ہے خواہ اکیلی بھی ہو لیکن اس سے پہلے دائرے جو حدیث مقرر کر دے اور قرآن کریم کو ان دائروں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے اسے میں قبول نہیں کر سکتا۔ تاہم یہ شرعی فتویٰ نہیں ہے۔ میں اس قسم کی ہدایات علماء کو دیتا ہوں اور ان سے کہتا ہوں کہ اپنے مشورے دو۔ جب وہ مشورے دیتے ہیں تو پھر وہی پرانی عادت جو ہے کہ انہوں نے جو اصل کتابیں پڑھی ہوتی ہیں اس طرف نکل جاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ بھی بھول جاتے ہیں کہ علماء کے درمیان میں ایسے واقعات ہو چکے ہیں ان کی تفسیر بالرائے وغیرہ پر کہ اس کے نتیجہ میں یہ سارے معاملات درہم برہم ہو گئے ہیں اس لئے از سر نو ان پر گہرے غور کی ضرورت ہے۔ مگر اگر از سر نو غور اسی ڈگر پر ہو جس ڈگر پر چل کر معاملات درہم برہم کئے گئے تو پھر از سر نو غور کا کیا فائدہ ہے۔ فطرت کے مطابق فیصلہ ہونا لازم ہے اور وہ فطرت جو قرآن کریم نے کھول دی ہے اور دل پر لگتی ہے اسی طرح، اس کو چھوڑ کر پھر آپ کیسے فیصلے کریں گے۔ اب ملکیت کے حق کی بات ہے۔ ایک جگہ اس کو وصیت بنا لیتے ہیں اور ایک جگہ حکم بنا لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیٹے کو گریبان سے پکڑ کر فرمایا تو بھی اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے وہ اس پر جیسے چاہے تصرف کرے۔ ایک طرف یہ اور دوسری طرف وہ باپ پر مقدمہ کر رہا ہے۔ یہ چیزیں اکٹھی کیسے چل سکتی ہیں۔ اس لئے سارے معاملات درہم برہم ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم میں ڈوب کر سب سے پہلے قطعیت کے ساتھ قرآنی پیغام کو سمجھنا، اس میں وصیت کے احکامات دئے گئے ہیں ان کے فلسفہ کو سمجھنا، وراثت کے فلسفہ کو سمجھنا اس طرح کہ پھر اس میں وہ رہنما اصول ہر جگہ روشنی ڈالیں اور آپ اس کی روشنی کے اندر قدم آگے بڑھائیں۔ یہ پہلی چیز ہے قطعیت کے ساتھ فیصلہ کر لیں پھر حدیثوں کا مطالعہ کریں۔ پہلے جو پڑھا ہے اس کو سردست بھول جائیں۔ پھر آپ کو وہی حدیثیں اور مضمون بتائیں گی بجائے اس کے کہ جو آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

## حضرت مسیح موعودؑ کی معجزانہ شفا

بعثت سے قبل ہی ۱۸۸۰ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ قولنج زحیری سے بیمار ہوئے اور ۱۶ دن تک برابر آپؑ کو خون کے دست آتے رہے۔ سخت تکلیف تھی لیکن شدت کرب میں بھی آپؑ کے مونہہ سے کوئی بے صبری کا کلمہ نہ نکلا بلکہ برابر تسبیح و تحمید میں لگے رہے۔ ایسے میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے والد شیخ رحیم بخش صاحب عیادت کے لئے آئے تو کہنے لگے کہ یہ بیماری تو وباء کے طور پر پھیلی ہوئی ہے اور میں بٹالہ میں ایک جنازہ پڑھ کر آرہا ہوں جو اسی بیماری سے فوت ہوا ہے۔ قادیان میں بھی میاں محمد بخش اسی بیماری میں مبتلا ہوکر صرف آٹھ روز میں فوت ہو گیا تھا۔ مگر حضور اقدس ۱۶ روز تک یہ تکلیف اٹھاتے رہے اور آخر نقاہت کا یہ عالم ہوگیا کہ بولنا بھی مشکل تھا۔ حتیٰ کہ نومیدی کی حالت ہوگئی۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر القا کیا کہ دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ چنانچہ ریت منگوائی گئی اور جوں جوں آپ تسبیح و درود کے ساتھ وہ ریت ملتے جاتے تھے بدن آگ سے نجات پاتا جاتا تھا اور صبح تک خدا کے فضل سے وہ مرض بالکل دور ہو گیا۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کا ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ۲۲ مارچ ۹۷ء کی زینت ہے۔ آپؓ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی بیماری کو خدا تعالیٰ کی کسی عظیم الشان مصلحت کا نتیجہ یقین کرتے تھے اور آپکی توجہ دعا اور خدا تعالیٰ کی طرف بے حد مبذول ہو جاتی تھی، خود بھی دعا کرتے اور دوسروں کو بھی دعا کے لئے کہتے تھے...... آپؑ کی علالت عام طور پر کسی خدائی خبر کا پیش خیمہ ہوتی تھی اور جس قدر شدت سے بیماری کا حملہ ہوتا تھا اسی قدر عظیم الشان نشان نازل ہوتا تھا۔ بعض اوقات علاج بھی آپکو بتادیا جاتا تھا۔

## حضرت اقدس علیہ السلام اور خدمت خلق

حضرت اقدسؑ کو اگر کسی کی بیماری کی خبر ملتی تو آپؑ علاج معالجہ اور تیمارداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے۔ بعض دفعہ عورتیں بیمار بچوں کو لے کر چلی آتیں اور حضورؑ کئی کئی گھنٹے کھڑے ہوکر ہر ایک کو باری باری دوا بنا کر دیئے جاتے اور آپؑ کی پیشانی پر کبھی شکن نہ آتی۔ ایک بار حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ تو بہت زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے، اس پر حضورؑ نے جواباً فرمایا "یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں، یہاں کوئی ہسپتال نہیں، میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں...... مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے"۔

قادیان کا ایک یتیم بچہ سرپرستی نہ ہونے اور عدم تربیت کی وجہ سے وحشیانہ اطوار رکھتا تھا۔ ایک بار شوخی کی کسی حرکت سے اس کا سارا جسم گرم پانی گرنے سے جل گیا۔ حضورؑ کو اس کا ایسا صدمہ ہوا جیسا اپنے لخت جگر کے لئے ہوا تھا اور آپؑ نے اس کے علاج میں اپنے آرام اور روپیہ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر یہ اس صدمہ سے بچ گیا تو نیک ہوگا۔ چنانچہ بعد میں آپؑ کا یہ ارشاد بالکل صحیح ثابت ہوا۔ یتیم پروری اور تیمارداری کی یہ بہترین مثال ہے۔

-......☆......☆......☆......-

## حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے بعد کتاب پر ریویو لکھنے والوں میں سے ایک حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی بھی تھے۔ آپ نے حضورؑ کے بارے میں لکھا کہ "اسکے مؤلف جناب مخدومنا مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں...... نہایت خلیق، صاحب مروت وحیا، جوان رعنا، چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے...... امتحان کا وقت آگیا ہے، حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا (شخص) بھیج دیا ہے کہ سچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے"۔

حضرت صوفی صاحب نے حضورؑ سے بیعت لینے کی درخواست بھی کی لیکن حضورؑ نے فرمایا کہ مجھے ابھی اس کا حکم نہیں ملا البتہ حضورؑ نے حضرت میر عباس علی صاحب، حضرت صوفی صاحب اور بعض دیگر ارادتمندوں کے اصرار پر ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ کا سفر اختیار فرمایا۔ یہ حضورؑ کی حضرت صوفی صاحب کے ساتھ پہلی ملاقات تھی لیکن آپ نے اپنی فراست سے حضورؑ کا مقام پہچان لیا اور اپنے سینکڑوں مریدوں سمیت آپکی طرف راغب ہوئے، آپ فرمایا کرتے تھے "سورج نکل آیا ہے، اب تاروں کی ضرورت نہیں"۔ ۱۸۸۵ء کے اوائل میں حضرت صوفی صاحب نے حج پر جانے کے لئے حضورؑ سے اجازت لی اور اپنے فرزند اور ۲۲ خدام کے ہمراہ رخت سفر باندھا۔ اس موقعہ پر حضورؑ نے آپ کو ایک دعا لکھ کر دی جو حسب ارشاد آپ نے باآواز بلند وہاں پڑھی۔ وسط دسمبر میں آپ واپس وطن تشریف لائے اور چند ہی روز بعد ۲۷ دسمبر کو آپکی وفات ہوئی۔ حضورؑ نے قادیان میں ایک جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی اور تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے۔

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کی تاسیس اور پہلی بیعت کے لئے حضورؑ نے حضرت صوفی صاحب سے گہری محبت اور بعض دیگر حکمتوں کے پیش نظر انکے گھر کو پسند فرمایا اور یہیں حضورؑ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" تصنیف فرمائی جس میں حضرت صوفی صاحب کا بھی نہایت محبت سے ذکر فرمایا کہ 'اس وقت نہایت غم سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ وہ پردرد قصہ مجھے لکھنا پڑا اور اب یہ ہمارا دوست اس عالم میں موجود نہیں...... ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور ان کے مریدوں میں آثار رشد سعادت و اتباع سنت نمایاں ہیں...... انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کرلیا چنانچہ لکھا کہ میں آپ کے للّٰہی ربط کے زیرسایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میں آپکی جماعت میں داخل ہوگیا ہوں'۔

عورتوں میں سب سے پہلے بیعت کی سعادت حضرت صوفی صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ کو حاصل ہوئی تھی جن کی شادی ابتداء ۱۸۸۹ء میں مردوں میں سب سے پہلے بیعت کی سعادت حاصل کرنے والے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ سے ہوئی تھی۔

حضرت صوفی احمد جان صاحب کے بارے میں ایک مضمون محترم محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۲۷ مارچ میں شامل اشاعت ہے۔

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول شدہ دیگر جرائد میں ہفت روزہ "بدر" ۲۰ مارچ کے علاوہ سہ ماہی "النساء" کینیڈا جنوری تا مارچ ۹۷ء، ماہنامہ "نوائے ظفر" امریکہ مارچ ۹۷ء، ماہنامہ "الہدیٰ" آسٹریلیا فروری ۹۷ء، ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا جنوری ۹۷ء، سہ ماہی "زینب" ناروے جنوری تا مارچ ۹۷ء بھی شامل ہیں۔

اور آخر میں ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مارچ ۹۷ء میں شائع ہونے والا ایک لطیفہ تفریح طبع کیلئے ہدیہ قارئین ہے:

ڈاکٹر (مریض سے): آپ کی ٹانگ کافی سوجی ہوئی ہے لیکن پریشانی کی بہرحال کوئی بات نہیں!

مریض: جناب اگر آپ کی ٹانگ سوجی ہوتی تو میرے لئے بھی پریشانی کی کوئی بات نہ ہوتی۔

-......☆......☆......☆......-

## بقیہ مختصرات از صفحہ اول

آیات ۲۸ تا ۴۵ تک کا ترجمہ اور اہم مقامات کی تفسیر بیان فرمائی۔ حضور نے لفظ 'طیر' اور 'ھدھد' کی تشریح بھی فرمائی۔

حضور انور نے یہ لطیف نکتہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مشرکہ کو 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' کے الفاظ سے خط لکھا، وہ خط اس مشرکہ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پڑھا۔ پاکستان میں احمدیوں کے خلاف محض اس بناپر کہ کسی احمدی کے پاس 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' لکھی ہوئی ہے یا اس کے پاس 'اللہ' کے نام یا قرآنی آیات کے کتبات موجود ہیں، درج ہونے والے مقدمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے ججوں کو ان آیات پر غور کرنا چاہئے جن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشرک قوم کو 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' کے الفاظ سے خط لکھنے کا ذکر ہے۔ ان کے فیصلے کے مطابق تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سب سے پہلے مجرم ٹھہرے۔ ہمارے لئے یہ آیت ایک نصرت کا مقام رکھتی ہے۔

### بدھ ۳۰ / اپریل ۱۹۹۷ء

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۱۹۶ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سورۃ النمل کی آیات ۴۶ تا ۶۷ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان فرمائی۔

آیت ۵۴ کے سلسلے میں حضور انور نے فرمایا کہ مجھے سوال کیا گیا کہ حج کے موقعہ پر جو آگ کا حادثہ ہوا کیا اس کا مباہلہ سے کوئی تعلق ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت میں نے یہ جواب دیا تھا کہ وہ ایک حادثہ تھا اور ہر حادثہ کو اس طرح مباہلے کے ساتھ جوڑنا مناسب نہیں لیکن اب لوگ حج سے واپس آکر رپورٹیں دے رہے ہیں کہ وہاں کئی حاجی نعرے لگا لگا کر مباہلے کی قبولیت کا اعلان کر رہے تھے جس کے دوسرے دن آگ کا حادثہ ہوا۔ لیکھرام کے نشان کی طرح عید کے قرب کا وقت تھا اور لطف یہ ہے کہ خدا کے فضل سے کسی احمدی کو کوئی گزند نہیں پہنچا اور اس طرح سے یہ ایک Selective سزا بن گئی۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ حج سے واپس آنے والے احمدی اور جو بھی سعودی عرب میں ہیں وہ بھی جو اس حادثے کے بارے میں جانتے ہیں اپنی شہادتیں لکھ کر بھجوائیں۔

بدھ کے روز کلاس کے آخری چند منٹ ہومیوپیتھی کے لئے ہوتے ہیں۔ آج دلچسپ تجربات اور مشاہدات کی تفصیل کے دوران حضور انور نے ملیریا اور ٹائیفائیڈ کے لئے مفید نسخہ آرنیکا ۲۰۰ اور برائیونیا ۲۰۰ تجویز فرمایا اور کہا کہ ضرورت پڑنے پر رسٹاکس ۲۰۰ بھی ان دو دوائیوں کے ساتھ ملائی جاسکتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل بچوں میں اسہال وبا کی شکل اختیار کر گیا ہے اس کے لئے کروٹن، وریٹرم، البم اور پوڈوفائلم دیں۔ بعض دفعہ پیٹیشیا اور انٹی مونیم کروڈ بھی دیئے جاسکتے ہیں۔

### جمعرات یکم مئی ۱۹۹۷ء

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۳ جو ۲۱ / جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ حضور انور نے نکس وامیکا کے اوصاف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ گٹھر کی وجوہات اور علاج پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی۔

### جمعۃ المبارک ۲ / مئی ۱۹۹۷ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جمعرات کو ہالینڈ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے لندن سے روانہ ہوئے چنانچہ حضور انور نے خطبہ جمعہ ہالینڈ میں ارشاد فرمایا۔ حضور کے سفر پر ہونے کی وجہ سے آج اردو میں سوال و جواب کا پروگرام نہیں ہوسکا۔ چنانچہ آج پروگرام 'ملاقات' میں بچوں کے ساتھ حضور انور کی ملاقات نمبر ۸۷ جو ۷ دسمبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے ترجمہ کے دوران پروانے کا ذکر آیا اور حضور انور نے پروانے کی روشنی کی طرف کشش کی فلاسفی بیان فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہؓ کی سیرت کے حوالے سے ایک مضمون بھی پڑھا گیا۔ (ا-م-چ)


fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 081 553 3611

Muslim
AHMADIYYA

# Muslim Television Ahmadiyya
# Programme Schedule for Transmission
## 16/5/97 - 25/5/97

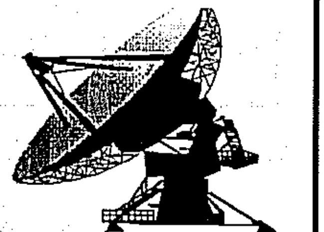

## HIGHLIGHTS

### Programmes With Hadhrat Khalifatul Masih IV

| | |
|---|---|
| Liqaa Ma'al Arab & Urdu Class | Everyday |
| Homoeopathy Class | Monday & Thursday |
| Quran Class | Tuesday & Wednesday |
| Homoeopathy Class Review (After Quran Class) | Wednesday |
| Children's Mulaqat | Saturday |
| Mulaqat With Urdu Speaking Friends | Friday |
| Question & Answer Session | Saturday |
| Question & Answer Session (New) | Sunday |
| Mulaqat With English Speaking Friends | Sunday |

### Programmes in Different Languages

| | | | |
|---|---|---|---|
| German & Bengali | Everyday | French /Swahili | Wednesday |
| Albanian | Sunday | Russian / Bosnian | Thursday |
| Indonesian | Monday | Sindhi | Thursday |
| Turkish | Monday | Norwegian | Tuesday |

### Regular Features

| | | | |
|---|---|---|---|
| MTA Sports | Monday | Medical Matters | Tuesday |
| Al Maidah | Wednesday | Bazm-e-Moshaira | Thursday |
| Quiz Program | Thursday | Computers For Everyone | Friday |

### 8 MOHARRAM
### Friday 16th May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner -Tarteel-ul-Quran |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab (R) |
| 02.00 | Quiz Programme - Nasirat-ul-Ahmadiyya Bahawalpur (R) |
| 02.30 | Huzur's Reply To Allegations- Session 27 (13.5.94) (Part 1 ) (R) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning Dutch (R) |
| 05.00 | Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Tarteel-ul-Quran |
| 07.00 | Pushto Programme |
| 08.00 | Bazm-e-Moshaira Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , Islamabad '96 (Part 1) (R) |
| 09.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 10.00 | Urdu Class |
| 11.00 | Computers For Everyone -Part 9 |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Darood Shareef and Nazm |
| 13.00 | Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK -16.5.97 |
| 14.00 | Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 16.5.97 |
| 15.00 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab (N) |
| 17.00 | Swahili Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Medical Matters with Dr M.H.Khan |
| 21.30 | Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 16.5.97 (R) |
| 22.45 | Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends - 16.5.97 (R) |

### 9 MOHARRAM
### Saturday 17th May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner -Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 02.00 | Response To Phil Arms , A Christian Priest By: M.A. Cheema Sb.(No. 1) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Computers For Everyone -Part 9 (R) |
| 05.00 | Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With Urdu Speaking Friends -16.5.97 (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 07.00 | Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque, London, UK - 16.5.97 |
| 08.00 | Medical Matters with Dr M.H. Khan |
| 08.50 | Liqaa Ma'al Arab |
| 09.50 | Urdu Class |
| 10.50 | Urdu Programme |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning Chinese |
| 13.00 | Question Time: Question and Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Fazl Mosque , London (3.5.97) |
| 14.00 | Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV -17.5.97 |
| 15.30 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab (R) |
| 17.00 | Arabic Programme - Tafseer-ul-Quran |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner - Let's Learn Salat |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Islamic Teachings - Rohani Khazaine |
| 22.00 | Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV - 17.5.97(R) |
| 23.00 | Learning Chinese |
| 23.30 | Hikayat-e-Shereen |

### 10 MOHARRAM
### Sunday-18th May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner - Let's Learn Salat |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab |
| 02.00 | Canadian Horizon : Tech Talk (No. 13) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning Chinese |
| 05.00 | Children's Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (17.5.97) (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Let's Learn Salat |
| 07.00 | Siraiki Programme : Moshaira (Part 2) |
| 08.00 | Islamic Teachings - Rohani Khazaine |
| 08.45 | Liqaa Ma'al Arab -(R) |
| 09.50 | Urdu Class (R) |
| 11.00 | Around The Globe : All Pakistan Industrial Exhibition (Final Part ) |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning Chinese |
| 13.00 | Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, Organized By Ansarullah, U.K. (8.7.95)(Part 2) |
| 14.00 | Mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV with English Speaking Friends - 18.5.97 |
| 15.00 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab |
| 17.00 | Albanian Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner - Programme By Waqfeen-e-Nau - Chak Chatha |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Bait Bazi - Karachi Vs Rabwah |
| 21.30 | Dars-ul-Quran (No. 26) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV - Fazl Mosque , London |
| 23.30 | LearningChinese |

### 11 MOHARRAM
### Monday 19th May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner - Quiz - "Programme Waqfeen-e-Nau , Chak Chatha" (R) |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 02.00 | Around The Globe : All Pakistan Industrial Exhibition (Final Part ) (R) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning Chinese (R) |
| 05.00 | Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV With English Speaking Friends (18.5.97) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Quiz "Programme Waqfeen-e-Nau , Chak Chatha" (R) |
| 07.00 | Dars-ul-Quran (No. 26) (1995) By Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque London , U.K. (R) |
| 08.30 | Bait Bazi - Karachi Vs Rabwah (R) |
| 09.00 | Liqaa Ma'al Arab- (R) |
| 10.00 | Urdu Class (R) |
| 11.00 | M.T.A Sports -Basket Ball Tournament - Markham Vs Vaughan (Final Part) |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning Norwegian |
| 13.00 | Indonesian Programme |
| 14.00 | Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 15.00 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab - (N) |
| 17.00 | Turkish Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class |
| 21.00 | Islamic Teachings - Rohani Khazaine |
| 22.00 | Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 23.00 | Learning Norwegian |

### 12 MOHARRAM
### Tuesday 20th May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 02.00 | MTA Sports - Basket Ball Tournament -Markham Vs Vaughan (Final Part) (R) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning Norwegian (R) |
| 05.00 | Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 07.00 | Pushto Programme |
| 08.00 | Islamic Teachings - Rohani Khazaine |
| 09.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 10.00 | Urdu Class (R) |
| 11.00 | Medical Matters:Supra RenalGlands Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Lateef A. Qureshi |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning French |
| 13.00 | From The Archives - Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV , Fazl Mosque, London , U.K. (2.3.90) |
| 14.00 | Tarjumatul Quran Class - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (20.5.97) |
| 15.00 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab - (N) |
| 17.00 | Norwegian Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner -Tarteel-ul-Quran |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Around The Globe - Hamari Kaenat |
| 22.00 | Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (20.5.97) (R) |
| 23.00 | Learning French |
| 23.30 | Hikayat-e-Shereen (N) |

### 13 MOHARRAM
### Wednesday 21st May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner -Tarteel-ul-Quran |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab - (R) |
| 02.00 | Medical Matters:Supra Renal Glands Host : Dr. Sultan A. Mobashir Guest : Dr. Lateef A. Qureshi (R) |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning French |
| 05.00 | Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (20.5.97) (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Tarteel-ul-Quran |
| 07.00 | Russian Programme |
| 08.00 | Around The Globe -Hamari Kaenat |
| 09.00 | Liqaa Ma'al Arab (R) |
| 10.00 | Urdu Class (R) |
| 11.00 | Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Masih Maud (A.S) : Life of Hadhrat Saith Ismail Adam Sahib |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning Arabic |
| 13.00 | African Programme |
| 14.00 | Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV- 21.5.97 |
| 15.15 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab (New) |
| 17.00 | French Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Al Maidah - Baingan Ka Bhurta |
| 21.45 | Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (21.5.97) (R) |
| 23.00 | Learning Arabic |
| 23.30 | Arabic Programme: Qaseedah/Nazm |

### 14 MOHARRAM
### Thursday 22nd May 1997

| | |
|---|---|
| 00.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 00.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 00.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 01.00 | Liqaa Ma'al Arab (R) |
| 02.00 | Canadian Horizon: 1) Moshaira 2) Symposium - Speech By : Ataul Wahid Sahib 3) Poem |
| 03.00 | Urdu Class (R) |
| 04.00 | Learning Arabic (R) |
| 04.30 | Arabic Programme - Qaseedah/Nazm |
| 04.45 | Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV (21.5.97) (R) |
| 06.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 06.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 06.30 | Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 07.00 | Sindhi Programme --Sindhi Translation of Friday Sermon By Hadhrat Khalifatul Masih IV (18.8.95) |
| 08.00 | Al Maidah - Baingan Ka Bhurta (R) |
| 09.00 | Liqaa Ma'al Arab (R) |
| 10.00 | Urdu Class (R) |
| 11.00 | Quiz Programme : Lajna Imaillah Bahawalpur |
| 11.30 | Huzur's Reply To Allegations - Session 27 (13.5.94) ( Part 2) |
| 12.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 12.05 | Tilawat, News |
| 12.30 | Learning Dutch |
| 13.00 | Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam |
| 14.00 | Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV |
| 15.00 | Bengali Programme |
| 16.00 | Liqaa Ma'al Arab - (N) |
| 17.00 | Bosnian Programme |
| 18.00 | *Announcements and Detail of Programmes* |
| 18.05 | Tilawat, Hadith, News |
| 18.30 | Children's Corner -Tarteel-ul-Quran |
| 19.00 | German Programme |
| 20.00 | Urdu Class (N) |
| 21.00 | Bazm-e-Moshaira Organized By Khuddam-ul-Ahmadiyya , Islamabad '96 (Part 2) |
| 22.00 | Homoeopathy Lesson - With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R) |
| 23.00 | Learning Dutch |

Please note : Programmes and Timings may change without prior notice. All times are given in British time. For more information please phone or fax. +44 .181 .874 .8344

# Al Fazl International Weekly, London

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

Vol. 4 Friday, May 16, 1997 No. 20


## حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد، مورخ احمدیت)

### ام المومنین کا ترجمہ ہے مادرِ ملت

امیر شریعتِ احرار کے بیٹے سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کا ایک دلچسپ نکتہ جو ہر پاکستانی کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت بھی رکھتا ہے:

"اسلام کی دشمنی افکار سے ہے، عقائد سے ہے، نظریات سے ہے، کافرانہ اصول سے ہے۔ کفر کو کفر کہنا لازم ہے، مادرِ ملت فاطمہ جناح کا لفظ بدلو۔ مادر ملت ام المومنین کا ترجمہ ہے اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اس لفظ کو بولنے سے پہلے سوچ لیں۔ ہماری مادر ملت ام المومنین حضرت عائشہ ہیں یا دوسری امہات المومنین ہیں۔ مادر ملت کو یہ ایں وجہ ہم برداشت نہیں کرتے۔ البتہ خاتونِ پاکستان کہو، ہمشیرہ محمد علی جناح کہو لیکن مادرِ ملت کا لفظ ختم کرو، کافر عورت کو مادر ملت مت کہو۔"

(ماہنامہ 'الاحرار' لاہور۔ یکم تا ۳۱ اکتوبر ۹۶ء صفحہ ۲۳، ۲۴)

..............................

### مودودی صاحب کی سب سے بڑی غلطی

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سابق ناظم اسلامی جمعیت طلباء پنجاب کے ایک تازہ انٹرویو کا اقتباس:

"میرے نزدیک جماعت اسلامی کی بنیادی غلطی قاضی حسین احمد نے نہیں بلکہ خود مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم نے کی تھی۔ مولانا نے ۱۹۴۷ء سے شروع کردہ اپنی اصولی انقلابی تحریک میں پاکستان میں آکر دو قدم اٹھائے جن میں سے ایک صد فیصد درست تھا اور دوسرا اتنا ہی غلط، جو درست قدم انہوں نے اٹھایا وہ یہ کہ انہوں نے اس ملک میں ایک اسلامی دستور کا مطالبہ کیا اور اس کے نتیجہ میں ہمیں قرارداد مقاصد حاصل ہوئی اور یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی............ مولانا مودودی کا ہی مطالبہ آگے بڑھا تھا کہ علماء نے ۲۲ نکات کی صورت میں کہ جب تمام مکاتب فکر کی چوٹی کی قیادتوں نے قوم کو ۲۲ متفقہ سیاسی نکات دے دیئے تھے جو آج کے حالات میں ایک معجزہ نظر آتا ہے لیکن اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں مولانا نے سب سے بڑی غلطی یہ کی تھی کہ وہ الیکشن کے میدان میں کود پڑے۔ اب ان کے جانشینوں نے اسلام کو ایک سیاسی وانتخابی سٹنٹ بنالیا ہے۔"

(ہفت روزہ 'ندائے خلافت' لاہور۔
۱۵ تا ۲۱ اکتوبر ۹۶ء صفحہ ۹)

..............................

### آئین پاکستان

آئین پاکستان پر ماہنامہ "ساحل" کراچی کا تبصرہ:

"پاکستان کا آئین دنیا کا واحد آئین ہے جہاں ہر شخص اپنے مزاج کے مطابق آئینی شقیں ڈھونڈ سکتا ہے اور ہر نقطہ نظر کی ترجمانی اسی آئین سے کی جاسکتی ہے ایک مسلمان اس سے اسلامی ریاست کے خدوخال ابھار سکتا ہے اور ایک لادین شخص ایک مکمل لادینی ریاست کے تمام برگ و بار اسی شجر سے حاصل کر سکتا ہے ایسے دستور کو اسلامی، لادینی، کچھ بھی کہا جاسکتا ہے اور اتفاق یہ ہے کہ اس پر تمام دینی و لادینی قوتوں کا اتفاق ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ 'ندائے خلافت' لاہور۔
۱۵ تا ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۶ء، صفحہ ۱۶)

..............................

### عدالتوں کے ذریعہ نفاذ شریعت کا ناکام تجربہ

ماہنامہ "ساحل" کراچی مزید رقمطراز ہے:

"جسٹس افضل حق ظلہ اگر مخلص ہوتے اور لاہور ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے دیئے گئے فیصلے پر شرح صدر سے قائم رہتے تو وہ چیف جسٹس بن کر شریعت کو آئین پر مقدم قرار دے سکتے تھے لیکن جن لوگوں کی زندگی شریعت کی روح سے خالی ہو وہ شریعت کو اپنے اداروں اور حیات اجتماعی پر کبھی بھی عملاً غالب نہیں ہونے دیں گے۔ عدالتوں کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کی بحث ضیاء الحق کی پیدا کردہ بحث تھی۔ اس بحث کے نتیجے میں معاشرے کے مخلص اور ایماندار لوگ ضیاء الحق کے ہاتھوں یرغمال بنے اور جب اس قید سے رہا ہوئے تو معلوم ہوا کہ نہ شریعت باقی ہے نہ آئین کا حلیہ برقرار ہے، نہ عدالتوں کی حرمت باقی ہے نہ بنیادی حقوق کا تحفظ قائم ہے۔"

(بحوالہ ہفت روزہ 'ندائے خلافت' لاہور۔
۱۵ تا ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۶ء، صفحہ ۱۸)

## آٹھ احمدی مسلمان گرفتار کر لئے گئے۔ احمدیہ مسجد سر بمہر کر دی گئی

(پریس ڈیسک) پاکستان سے آمدہ خبروں کے مطابق جماعت احمدیہ کے افراد پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے اور کئی انواع کے جھوٹے مقدمات میں ان کو ملوث کیا جارہا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ پہلے چک نمبر ۳۲ جنوبی ضلع سرگودھا میں آٹھ احمدی مسلمانوں کو زیر دفعہ ۵۰۶ اور ۲۹۸ تعزیرات پاکستان گرفتار کر لیا گیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ وہ مقامی مسجد احمدیہ کی مرمت کر رہے تھے۔ مخالفین نے پولیس میں درخواست دیتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کی شکل مسجد جیسی نہیں بنانی چاہئے اور نہ ہی انہیں محراب بنانے کی اجازت ہے اس لئے جن احمدیوں نے محراب کی شکل دی ہے انہیں فوری طور پر گرفتار کرکے قانونی کارروائی کی جائے۔ چنانچہ آٹھ احمدی مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا اور لیاقت علی چٹھہ مجسٹریٹ کے حکم سے احمدیہ مسجد کو سر بمہر کر دیا گیا۔

### قاتلانہ حملہ

ضلع سیالکوٹ سے آمدہ خبر کے مطابق موضع بھڈال ضلع سیالکوٹ کے ایک احمدی مسلمان چوہدری نذیر احمد جو مقامی جماعت کے سکرٹری بھی ہیں، ان پر اس وقت گولیاں چلائی گئیں جب وہ مسجد احمدیہ میں نماز فجر ادا کرنے جا رہے تھے۔ چوہدری نذیر احمد صاحب کو ٹانگوں پر گولیاں لگیں۔ حملہ آور موقع سے فرار ہو گیا جسے بعد میں پولیس نے گرفتار کر لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ مجرم ختم نبوت تنظیم کارکن ہے۔

احباب کرام اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دشمنوں سے ہر شر سے محفوظ رکھے اور مقدمات سے باعزت بری فرمائے۔

## مختصر عالمی خبریں

مرتبہ: ابو مسرور چوہدری

### پانی کا قحط

انگلستان میں اگر خشک سالی جاری رہی اور بارشیں ضرورت کے مطابق نہ ہوئیں تو ملک میں پانی کے قحط کا اندیشہ ہے جس کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کی جارہی ہیں۔ ایک تجویز تو یہ ہے کہ جیسے کہ مڈل ایسٹ ممالک میں سمندر کے پانی سے پینے کا پانی حاصل کیا جاتا ہے، حاصل کیا جائے۔ بعض جگہوں پر ایسا انتظام کیا جارہا ہے۔ مگر ایسے پلانٹ لگانا بہت سرمایہ چاہتا ہے۔ ایک آسان ترکیب یہ نکالی گئی ہے کہ پانی کو دوسرے ممالک مثلاً سکاٹ لینڈ اور ناروے سے سمندری راستہ سے درآمد کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے جو بڑے بڑے پلاسٹک بیگ استعمال کئے جائیں گے وہ مضبوط Poly urethane کے بنے ہوئے ہوں گے جن میں سے ہر ایک میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار گیلن پانی آسکتا ہے۔ اگر یہ سکیم کامیاب رہی تو اس سے پچاس گنا حجم رکھنے والے بیگ بھی تیار کئے جاسکتے ہیں۔

یہ بیگ برطانیہ میں پانی کے قحط زدہ علاقوں کے قریب سمندر میں رکھے جائیں گے جہاں سے پمپوں کے ذریعہ پانی ساحل تک پہنچایا جائے گا۔

### آٹے کا قحط

(پاکستان) پچھلے دنوں پاکستان میں خاص طور پر پنجاب اور سرحد میں آٹے کی قلت رہی۔ آٹے کے بحران کی وجہ سے لوگ کافی پریشان رہے اور اس کے حصول کے لئے بازاروں کے چکر لگاتے رہے مگر دوکانوں پر آٹے کا نام و نشان تک نہ تھا۔

فلور ملوں اور آٹا تقسیم کرنے والے ٹرکوں پر شہریوں کی لمبی قطاریں لگ گئیں۔ عوام نے آٹے کے ناپید ہو جانے پر زبردست مظاہرے بھی کئے۔

### حج کے موقع پر خوفناک آتش زدگی

امسال حج کے موقع پر منیٰ میں حاجیوں کے خیموں میں آگ لگ گئی جس سے ہزاروں خیمے جل گئے۔ تیز ہوا کے باعث آگ جلد ہی بڑے علاقہ میں پھیل گئی جس سے حاجیوں میں افراتفری مچ گئی اور بعض افراد پاؤں تلے کچلے گئے۔ ایک اندازے کے مطابق ۳۰۰ سے زائد افراد ہلاک ہوئے جن میں سے اس وقت تک ۱۱۵ پاکستانی حاجیوں کی لاشیں شناخت کی جاچکی ہیں۔

بیشتر ہلاک شدگان کا تعلق پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش سے بتایا جاتا ہے۔

### بلوغت کی عمر

مستشرقین بالعموم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شادی سے متعلق حضور نبی پاک ﷺ پہ زبانِ طعن دراز کرتے رہے ہیں کہ بہت کم سنی میں شادی کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ شادی ۹ سال کی عمر میں ہوئی تھی (سیرۃ النبی ﷺ۔ شبلی نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۴۵، ۲۴۶۔ مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار۔ ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔ طبع اول ۱۹۸۵ء)

۲۱ر اپریل ۱۹۹۷ء کو شائع ہونے والے ہفتہ وار انگریزی رسالہ 'ٹائم' کی ایک خبر کے مطابق امریکہ میں ۴۸ فیصد سیاہ فام لڑکیاں اور ۱۵ فیصد سفید فام لڑکیاں ۸ سال کی عمر میں بالغ ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ (جلد ۱۴۹۔ شمارہ نمبر ۱۶ بابت ۲۱ر اپریل ۱۹۹۷ء۔ صفحہ ۱۸)

(مرسلہ: لئیق احمد طاہر)

### تازہ مطبوعات

☆ناظرہ قرآن کریم: یسرنا القرآن کی طرز کتابت میں ناظرہ قرآن کریم بڑی تقطیع پر خوبصورت جلد کے ساتھ طبع ہوا ہے۔

☆Invitation to Ahmadiyyat: سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیف لطیف دعوۃ الامیر کے انگریزی ترجمہ کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ ان کتب کے حصول کیلئے اپنے ملک کے مرکزی مشن سے رابطہ کریں (ایڈیشنل وکالت اشاعت)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُم کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُم تَسحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔